عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۲۱ تا ۲۷ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ جون ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۲۱

واقعۂ معراج

اسرار و معارف اور ملحدین کے اعتراضات کا رد

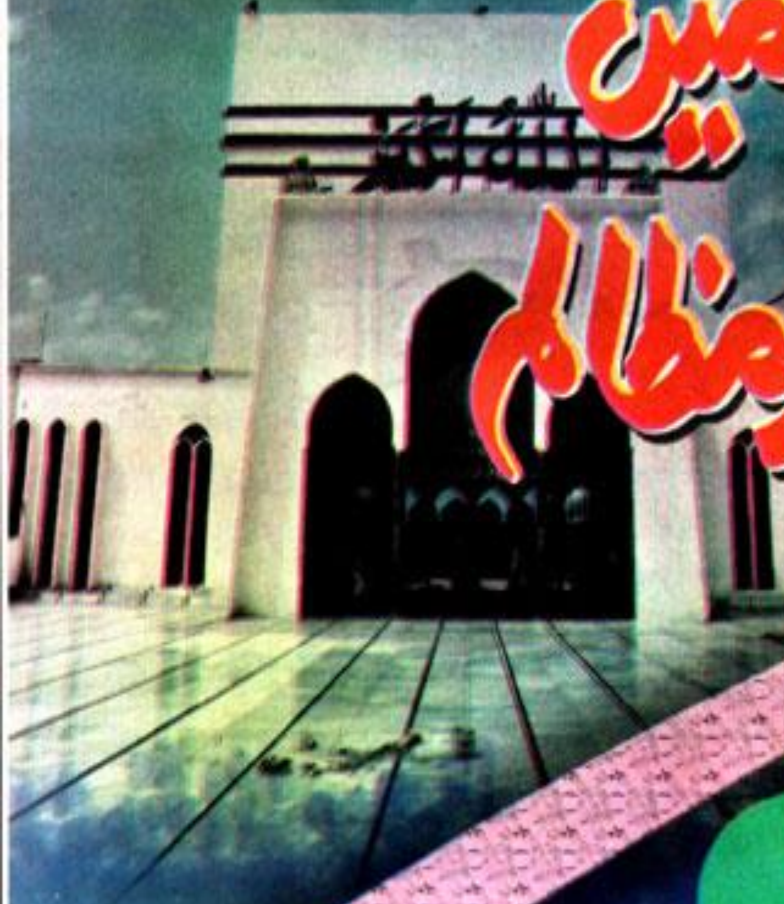

بنگلہ دیش میں مسلمانوں پر مظالم

ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

رفع مسیح علیہ السلام

آثار و قرائن کے آئینہ میں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شادی میں دیئے گئے زیورات میں مہر کی نیت کرنا

ابوحسن، کراچی

س:......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ابھی حال ہی میں میری شادی ہوئی ہے نکاح میں دو لاکھ روپے مہر مقرر ہوا تھا جس میں نصف معجّل اور نصف غیر معجّل دینا طے پایا تھا۔ بری کے سامان میں ایک سونے کا سیٹ جس کی بنوائی ایک لاکھ بیس ہزار روپے تھی، دلہن کو دیا اور وہ میری ہی محنت کی کمائی تھی۔ شادی کو ابھی ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ بیوی نے مطالبہ شروع کر دیا کہ میرا مہر ادا کرو، جبکہ میرے پاس اس وقت بالکل پیسے نہیں ہیں اور وہ بضد ہے کہ ابھی دو، تو کیا ایسی صورت میں، میں یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تمہیں جو سونے کا سیٹ دیا ہے وہ تمہارا مہر ہی ہے جو کہ ایک لاکھ بیس ہزار کا ہے، باقی پھر دے دوں گا۔ کیا میں ایسا کر سکتا ہوں اور دل میں میری نیت ہے کہ جب میرے پاس پورے دو لاکھ روپے ہوں گے تو میں اپنی بیوی کو دے دوں گا؟

ج:......عموماً شادی کے موقع پر دولہا کی طرف سے دلہن کو دیئے جانے والے زیورات کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں یا تو اسے ہدیہ اور تحفہ کی نیت سے دیئے جاتے ہیں یا محض پہننے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ اگر پہلی صورت ہے تو وہ اس کی ملکیت ہے، اب اسے مہر کی نیت سے دینا صحیح نہیں اور گر دوسری صورت ہے تو اب وہ زیورات مہر میں دیئے جاسکتے ہیں۔ شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔

۳۶ گھنٹے بعد طلاق سمجھنا

محمد عبداللہ، کراچی

س:......میں احمد خانزادہ ہوش وحواس میں اپنی مرضی سے آج اقرار کرتا ہوں کہ میں نے (س) کا اور ان کی والدہ کا دل دکھایا۔ میں ہر بات تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے بہت غلطیاں کیں ہیں جس کا میں اقرار کرتا ہوں۔ میں نے بھرے بازار میں (س) اور ان کی والدہ کو بہت غلط لفظوں سے نوازا۔ (س) کی بہن (ش) کے بارے میں غلط سوچ رکھی۔ آئندہ (ش) کو اپنی بہن کا درجہ دوں گا۔ (س) کے ہوتے ہوئے دوسری کسی بھی عورت سے اب میں تعلقات نہیں رکھوں گا، جس عورت سے تعلقات تھے، وہ میں نے ختم کر دیئے، میں یہ بات مانتا ہوں کہ میں نے اپنے کاروبار کے بارے میں بھی غلط بتایا، میں نے واقعی میں جو غلطیاں کیں ہیں۔ اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ مجھے

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امید ہے کہ مجھے معاف کر دیا جائے گا، اگر مجھے (س) نے معاف نہیں کیا تو پھر میری طرف سے (س) کو تین طلاق سمجھنا، پھر جو بھی پچھتاوا ہوگا، اس کا میں ذمہ دار نہیں۔ میں نے تمام باتیں سمجھنے کے بعد سائن کئے۔ احمد خانزادہ کی بیوی نے جواب میں لکھا کہ آپ نے ۳۶ گھنٹے سوچنے کا ٹائم مجھے دیا تھا، میں نے ہر طرح سے ہر بات کو سوچا اور سوچ کر یہ فیصلہ کیا کہ آپ کی طرف سے تین طلاق سمجھنا میرے لئے بہتر ہے کیونکہ جس انسان کو میں نے ہر طرح سے پہچان لیا اس کو آزمانہ فضول ہے اس لئے اب میں اپنی بیٹی کے ساتھ خوش ہوں اور آپ کی طلاق کو میں نے مانا۔

ج:......سوال میں ذکر کردہ بیان اگر درست ہے تو اس صورت میں (س) پر تین طلاقیں واقع ہوچکی ہیں اور یہ اپنے شوہر خانزادہ پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے، اب ان کا ایک ساتھ رہنا یا میاں بیوی کی حیثیت سے ایک ساتھ زندگی گزارنا ہرگز جائز نہیں عدت گزارنے کے بعد یہ آزاد ہے، جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

☆☆..............☆☆

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ ۲۱ تا ۲۷ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ رجون ۲۰۱۳ء شمارہ:۲۱

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

بنگلہ دیش میں مسلمانوں پر مظالم!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
واقعہ معراج ... اسرارومعارف اور ملحدین کا رد	۷	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ کی رپورٹ	۱۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
اسلام سچے موتیوں کی مالا!	۱۶	چوہدری افضل حق
مساجد سے محبت کیجئے!	۱۹	پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
رفع مسیح علیہ السلام....	۲۲	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
اہل علم کے لئے لائحہ عمل (۲)	۲۵	مولانا سید محمد یوسف بنوری
اذان	۲۷	عظیم سرور

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

غیبت و حضور

"حضرت ابو عثمان حضرت حنظلہ اُسیدی رضی اللہ عنہ سے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے تھے، روایت کرتے ہیں کہ وہ (یعنی حضرت حنظلہ بن ربیع اُسیدی رضی اللہ عنہ) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے روتے ہوئے گزرے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ: حنظلہ! کیا بات ہے؟ (کیوں روتے ہو؟) انہوں نے کہا: حنظلہ تو منافق ہوگیا! (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا خیر کرے! تم منافق کیسے ہوگئے؟ کہنے لگے:) ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوتے ہیں، آپ ہمارے سامنے دوزخ و جنت کا تذکرہ فرماتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، پھر جب وہاں سے واپس آکر بیوی بچوں میں اور اپنے کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں تو (وہ کیفیت باقی نہیں رہتی، بلکہ) ہم بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں (اور ایک گونہ غفلت کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے)۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: بخدا! یہ صورت تو ہمیں بھی پیش آتی ہے، چلئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلتے ہیں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں اپنی حالت پیش کرتے ہیں)۔ چنانچہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (روتے ہوئے) دیکھا تو فرمایا: حنظلہ! کیا بات ہوئی؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! حنظلہ تو منافق ہوگیا، ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں، آپ ہمارے سامنے دوزخ و جنت کا تذکرہ فرماتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا ہم ان چیزوں کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، پھر جب اپنے گھروں میں لوٹتے ہیں، بیوی بچوں میں اور اپنے کاروبار میں مشغول ہوتے ہیں تو (وہ کیفیت نہیں رہتی جو آپ کی مجلس میں ہوتی ہے، بلکہ) ہم بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اسی حالت پر رہا کرو، جس حالت میں تم میرے پاس سے اُٹھتے ہو تو فرشتے تمہاری مجلسوں میں، تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کیا کریں، لیکن اے حنظلہ! (اس حالت و کیفیت کا ہمیشہ رہنا ممکن نہیں، بلکہ) کسی وقت وہ حالت ہوتی ہے، اور کسی وقت دُوسری حالت۔"

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۷)

آدمی کی قلبی کیفیات ہمیشہ یکساں نہیں رہتیں، کبھی "حضور" ہوتا ہے اور کبھی "غیبت"، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کیمیا اثر میں جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر ہوتے تھے تو صحبتِ نبوی کی برکت و فیضان کی وجہ سے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضور مع اللہ" کی ایسی کیفیت ہوتی تھی گویا جنت و دوزخ آنکھوں کے سامنے ہیں، دُنیا سے بے رغبتی، آخرت کا استحضار، جنت کا شوق اور دوزخ سے خوف علیٰ وجہ الکمال ہوتا تھا۔ وہاں سے اُٹھ کر جب اپنے گھربار اور کاروبار میں مشغول ہوتے تو یہ کیفیت مستور ہوجاتی اور ایک گونہ غفلت اور غیبت کی کیفیت رُونما ہوجاتی، جو ایک فطری اور طبعی اَمر ہے، لیکن غایتِ ورع و تقویٰ کی بنا پر صحابہ کو اندیشہ ہوا کہ "غیبت" کی یہ حالت کہیں مذموم نہ ہو، اس لئے اس کو نفاق سے تعبیر کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جواب باصواب میں ان دو اُمور کی طرف متوجہ فرمایا، ایک یہ کہ "حضور مع اللہ" کی وہ کیفیت جو انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں میسر آتی ہے، اگر ہمیشہ رہا کرے تو ان کا بشریت سے ملکیت کی طرف ایسا انجذاب ہوجائے کہ فرشتے ان سے عیاناً و دواناً مصافحہ کیا کریں۔

دوم یہ کہ "دوامِ حضور" کی یہ کیفیت اگرچہ بہت ہی اُونچی کیفیت ہے، لیکن انسان کے ساتھ بشری عوارض بھی لگے ہوئے ہیں، اور اس کے لئے بشری حقوق کا ادا کرنا بھی ناگزیر ہے، "دوامِ حضور" کی کیفیت کے ساتھ ان حقوق کا ادا کرنا مشکل ہے، اس لئے ایک گونہ غفلت و غیبت کا ہونا بھی حق تعالیٰ شانہ کی رحمت ہے۔ پس کبھی "حضور" کی کیفیت ہونی چاہئے تاکہ اپنے خالق و مالک کے حقوق ادا کئے جائیں، اور کبھی "غیبت" کی کیفیت ہونی چاہئے کہ اپنے اور دُوسرے بندوں کے بشری حقوق ادا کئے جاسکیں۔ اس لئے "غیبت" کی یہ کیفیت، کمال کے منافی نہیں، بلکہ عین کمال اور عین رحمت ہے۔ ☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

بنگلہ دیش میں مسلمانوں پر مظالم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

متحدہ ہندوستان کی تقسیم اس لئے کی گئی کہ مسلمان اپنا الگ خطہ حاصل کر کے اپنے دین ومذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کر سکیں گے، ان کی عزت وآبرو اور ان کی جان ومال کو تحفظ حاصل ہوگا، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ محض خواب اور سراب ہی ثابت ہوا۔ اس لئے کہ پاکستان بنتے ہی تقریباً پندرہ لاکھ مسلمان تہ تیغ کئے گئے، نوے ہزار خواتین کی عصمت دری کی گئی اور مسلمان دو حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ آدھے مسلمان ہندوستان میں ہندوؤں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیئے گئے، جو آئے دن مختلف بہانوں سے ظلم وستم کا شکار بنائے جاتے ہیں اور پاکستان بھی دو خطوں پر وجود میں آیا، ایک حصے کو مشرقی پاکستان اور دوسرے حصے کو مغربی پاکستان کہا جانے لگا اور یہ تقسیم ایسے انداز میں کی گئی کہ اگر ایک حصے کو کوئی تکلیف، پریشانی یا اس پر کوئی حادثہ یا افتاد آپڑے تو دوسرا حصہ بروقت اس کی کسی قسم کی امداد و تعاون کو نہ پہنچ سکے اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ پاکستان کے حکمرانوں نے کئی ایک ایسے فیصلے کئے کہ جس سے ملک دشمنوں کو ان کے دل ودماغ میں بغض، عناد اور عصبیت کا تخم کاشت کرنے کا موقع ملا۔

اس تخم کے بارآور ہونے کا نتیجہ پاکستان کے وجود سے ایک نیا ملک بنگلہ دیش کی صورت میں نکلا اور یہ ملک ایسے ہی میز کے سامنے بیٹھے بٹھائے یا مذاکرات کی صورت میں نہیں بنا، بلکہ اس کے لئے دونوں طرف صرف اور صرف مسلمانوں کو ہی گاجر مولی کی طرح کاٹا گیا۔ اس وقت کی مکتی باہنی جماعت کے مسلح لوگ فوجیوں، عام مسلمان شہریوں اور پاکستان سے محبت کرنے والے مردوں، عورتوں اور بچوں کو ذبح کر کے اس کا الزام افواج پاکستان پر دھرتے تھے اور میڈیا کے ذریعے بیرونی دنیا کو باور کرایا جاتا کہ یہ سب قتل وقتال پاکستانی فوجیوں نے کیا ہے۔ حالانکہ ملٹری ایکشن سے پہلے تک پندرہ ہزار محب وطن پاکستانی سانتاہار کے علاقے میں، دس ہزار چٹاگانگ کے علاقے میں، نو سو سراج گنج کے علاقہ میں اور دو ہزار میمن گنج کے علاقے میں شہید کئے گئے، باقی علاقوں کی حالت بھی اس سے مختلف نہ تھی۔ یہ تمام کارروائی بھارت کی تربیت یافتہ مکتی باہنی نے کی اور اس کا الزام پاکستانی فوج پر لگایا گیا۔

بہرحال سچ کیا ہے، جھوٹ کیا ہے؟ اس کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا، لیکن اتنی بات تو یقینی اور طے ہے کہ بنگلہ دیش کی علیحدگی کے وقت بہت سارے مسلمان شہید کئے گئے اور نوے ہزار پاکستانی فوج کو بھارت کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے اور انہیں قید کیا گیا۔ یہ سب ذلت ونقصان برصغیر کے صرف اور صرف مسلمانوں اور کلمہ پڑھنے والوں کا ہوا۔

بنگلہ دیش حکومت کی موجودہ سربراہ شیخ حسینہ واجد صاحبہ کی ہمدردیاں اور پالیسیاں ہمیشہ بھارت کے ساتھ اور ان کے تابع رہیں اور انہیں کے اشاروں پر بنگلہ دیش کے مسلمانوں پر ہمیشہ مظالم ڈھائے جاتے رہے۔ ان کے حکومت میں آتے ہی پہلے بنگلہ دیش کی جماعت اسلامی کے راہنماؤں پر غداری کے مقدمات چلائے گئے اور بعض کو پھانسی کی سزا بھی سنائی گئی، اس پر احتجاج کا سلسلہ جاری تھا کہ اب تحفظ ناموس رسالت قوانین سمیت اسلامی قوانین کے نفاذ کے حق میں پانچ

لاکھ مظاہرین پر تشدد اور ان پر فائرنگ کی گئی، شہریوں نے رات دفاتر میں گزاری، بنگلہ دیش میں کئی عشروں کا بدترین تشدد، ابھی تک جاری ہے، یہ مظاہرین توہین مذہب کے مرتکب افراد کے لئے سزائے موت کا مطالبہ کر رہے تھے، پولیس کے روکنے پر تصادم ہوا، درجنوں دکانیں اور گاڑیاں نذر آتش کی گئیں، متعدد کو گرفتار کیا گیا اور اسلام پسند چینلز کی نشریات بند کر دی گئیں۔ مزید تفصیل اس خبر میں ملاحظہ ہو:

”ڈھاکا (اے ایف پی) ڈھاکا میں اتوار کو جمع ہونے والے حفاظت اسلام نامی جماعت کے حامی پانچ لاکھ افراد ملک میں اسلامی تعلیمات کے نفاذ اور توہین اسلام کے مرتکب افراد کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ مظاہرین نے درجنوں دکانوں اور گاڑیوں کو آگ لگا دی، پولیس نے انہیں منتشر کرنے کے لئے واٹر گنیں، آنسو گیس اور ربڑ کی گولیاں چلائیں تاہم ہجوم کی جانب سے پولیس پر حملے کے بعد پولیس نے بھی فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں کم از کم ۳۶ افراد کے ہلاک ہونے کی اطلاعات سامنے آئی ہیں۔ حکومت نے اسلام پسند ٹی وی چینلز کی نشریات بھی بند کر دیں۔ سادہ کپڑوں میں ملبوس پولیس اہلکار ٹی وی چینلز کے دفاتر میں داخل ہوئے اور زبردستی نشریات رکوا دیں۔ اتوار اور پیر کی شب ہونے والے اس خونریز تصادم کی وجہ سے سینکڑوں بینک ملازمین اور اسٹاک ایکسچینج کے تاجر اپنے دفاتر میں محصور ہو کر رہ گئے۔ حفاظت اسلام کے رہنما کو خصوصی طیارے کے ذریعے چٹاگانگ پہنچایا گیا۔ پیر کو علی الصبح پولیس نے مظاہرین پر قابو پالیا اور علاقے کا کنٹرول سنبھالنے میں کامیاب ہوگئی۔ پولیس کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ سیکورٹی فورسز نے علاقے کا کنٹرول سنبھال لیا ہے اور اب قریبی عمارتوں میں پناہ لینے والے مظاہرین کی تلاش جاری ہے۔ لاکھوں مظاہرین نے اپنے جلوس کے لئے دارالحکومت کی اہم سڑکیں بند کر دی تھیں جو شہر کو ملک کے دوسرے حصوں سے ملاتی ہیں۔ ان مظاہرین نے ایسے افراد کے لئے پھانسی کا مطالبہ کیا جو اسلام کی ہتک کرتے ہیں اور مردوں اور خواتین کے درمیان علیحدگی کی بات کی تاکہ اسلام کی تعلیمات کو سختی سے نافذ کیا جائے۔ اس گروہ کے مطالبات پر خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والی تنظیموں نے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ دوسری جانب حکومت کا موقف ہے کہ بنگلہ دیش ایک سیکولر جمہوریہ ہے اور حکومت ان گروہوں کے مطالبات کو رد کرتی ہے۔ وزیراعظم شیخ حسینہ واجد نے بارہا کہا ہے کہ ملک کے توہین رسالت سے متعلق موجودہ قوانین کافی ہیں۔ یاد رہے کہ بنگلہ دیش کی اکثریتی آبادی یعنی نوے فیصد مسلمان ہیں جبکہ باقی آبادی ہندوؤں پر مشتمل ہے۔“ (روزنامہ جنگ کراچی، ۷رمئی ۲۰۱۳ء)

یہ تو وہ خبر ہے جو بنگلہ دیش ایجنسیوں اور غیر مسلم اقوام کی ایڈ پر چلنے والے الیکٹرونک میڈیا کی چھلنی سے چھن چھن کر ہم تک پہنچی ہے ورنہ واقفانِ حال بتلاتے ہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں ان مسلم مظاہرین کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا اور ہزاروں لوگ ابھی تک لاپتہ ہیں، جن کے زندہ یا مردہ ہونے کی کوئی اطلاع نہیں۔

بہرحال خلاصہ یہ کہ جو ملک اسلام کے نام پر وجود میں آیا، جن لوگوں سے اسلام کے نام پر ووٹ لئے گئے، آج اسی ملک کی مسلمان عوام کو گاجر مولی کی طرح کاٹا جارہا ہے، اسلام کا نام لینا ان کے لئے جرم قرار دیا جارہا ہے اور اسلامی قوانین کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والوں کا گولیوں اور گالیوں سے استقبال کیا جارہا ہے اور دنیا بھر کے مسلم حکمران خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ممالک کے سربراہان اسلام کے نام سے ہی خائف ہیں اور اپنے آقاؤں کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں، لیکن ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ حالات اب بدل چکے ہیں، اپنی عوام اور رعایا کو ظلم وتشدد اور جبر واکراہ سے زیادہ دیر تک دبایا نہیں جاسکتا۔ عراق، ایران، لیبیا، مصر، تیونس اور شام کے حالات سب کے سامنے ہیں، جو حکمران غرور اور تکبر سے سرشار ہونے کی بنا پر اپنے آپ کو مضبوط، طاقتور اور بلاشرکت غیرے اقتدار کا مالک سمجھتے تھے آج وہ عبرت کا نشان بن چکے ہیں۔ اس لئے بنگلہ دیش کی مسلم عوام پر ظلم وتشدد بند کیا جائے اور ان کے جائز مطالبات کو سنا جائے اور ان پر عمل کرکے انہیں مطمئن کیا جائے، اس میں حکام کی بقا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب سے بچنے کا ذریعہ بھی۔

حکومت پاکستان سے بھی مطالبہ ہے کہ اخوت اسلامی کی بنا پر بنگلہ دیش کی حکومت کو کہا جائے کہ وہ مسلمانوں پر مظالم بند کرے اور ان کے جائز مطالبات کو تسلیم کرے۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

واقعۂ معراج

اسرار و معارف اور ملحدین کے اعتراضات کا ردّ

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
تلخیص: مولانا محمد شفیق الرحمن

ارشادِ خداوندی ہے:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ."

(بنی اسرائیل:۱)

"جو اپنے خاص بندہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے ایک قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا، جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے (کہ آپؐ کو آسمانوں کی سیر کرائیں اور وہاں کی) خاص خاص نشانیاں آپؐ کو دکھلائیں۔ تحقیق اصلی سننے والا اور اصلی دیکھنے والا حق تعالیٰ ہے۔"

اس کا کچھ ذکر سورۂ نجم میں یوں فرمایا ہے کہ: "وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی ○ عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی ○ عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی ○ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی ○ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ○ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔" (النجم:۱۳تا۱۸) آپ سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اور وہاں جنت وجہنم و دیگر عجائب قدرت کا مشاہدہ فرمایا۔

واضح رہے کہ اہل علم کے ہاں واقعۂ معراج سے متعلق دو اصطلاحیں رائج ہیں، ایک اسرا اور دوسری معراج۔ مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے لے کر مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو اسرا کہتے ہیں اور مسجد اقصیٰ سے لے کر سدرۃ المنتہیٰ تک کے سفر کو معراج کہتے ہیں اور بعض اوقات دونوں سفروں کو کسی ایک لفظ سے تعبیر کردیا جاتا ہے۔

واقعہ معراج کے ذریعہ اللہ جل شانہ نے آپ کا صدق ظاہر فرمایا اور قریش نے آپ کا صدق آنکھوں سے دیکھ لیا اور کانوں سے سن لیا، مگر اپنی اسی تکذیب اور عناد پر تلے رہے اور مقابلے پر تلے رہے۔ کچھ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارے دوست (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس گیا تھا اور صبح سے پہلے واپس آگیا، کیا تم اس کی بھی تصدیق کرو گے؟ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ اگر آپؐ نے یہ فرمایا ہے تو بالکل سچ فرمایا ہے، میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میں تو اس سے بھی بڑھ کر آپ کی بیان کردہ آسمانی خبروں کی صبح و شام تصدیق کرتا رہتا ہوں۔ اسی روز سے آپؓ کا لقب صدیق ہوگیا۔ (الخصائص الکبریٰ، ج:۱، ص:۱۷۶)

لطائف ومعارف اور اسرار وحکم:

۱:... حق جل شانہ نے واقعہ اسرا کو لفظ "سبحان الذی" سے اس لئے شروع فرمایا کہ کوئی کوتاہ نظر اس کو ناممکن اور محال نہ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے ضعف اور عجز سے پاک اور منزہ ہے۔ ہماری ناقص عقلیں اگرچہ کسی شئے کو کتنا ہی مستبعد اور عجیب سمجھیں، مگر خدا کی لامحدود قدرت اور مشیت کے سامنے کوئی مشکل نہیں۔

نیز اس طرف اشارہ ہے کہ یہ واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں، بلکہ ایک عظیم الشان معجزہ اور کرامت ہے جو آپؐ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ حق جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت بیداری اسی جسم اطہر کے ساتھ آسمانوں کی سیر کرائی۔ تمام صحابہؓ اور تابعینؒ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی جسد مبارک کے ساتھ بحالت بیداری معراج ہوئی۔ اسراء ومعراج کا تمام واقعہ از اول تا آخر بحالت بیداری اسی جسد شریف کے ساتھ واقع ہوا۔ اگر کوئی خواب یا کشف ہوتا تو مشرکین مکہ اس قدر تمسخر اور استہزاء نہ کرتے اور نہ بیت المقدس کی علامتیں آپؐ سے دریافت کرتے۔ خواب میں دیکھنے والے سے نہ کوئی علامت پوچھتا ہے اور نہ کوئی اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ نیز لفظ "اسریٰ" خواب یا کشف کے لئے مستعمل نہیں ہوتا، بلکہ بیداری کی حالت کے لئے مستعمل ہوتا ہے، جیسا کہ لوط علیہ السلام کے قصہ میں ہے:

"قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْکَ فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ۔"

اور موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے: "فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا" ان دونوں قصوں میں اسراء سے رات کے وقت بحالت بیداری لے جانا مراد ہے۔ نیز اگر یہ واقعہ معراج کوئی خواب ہوتا تو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار نہ ہوتا، اس لئے کہ خواب میں تو یہودی اور نصرانی بھی آسمان اور جنت اور جہنم کی سیر کرسکتا ہے۔ نیز ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء پر جو فضیلت ہے ان میں دو باتیں خاص طور پر باعث فضیلت ہیں، دنیا میں معراج اور آخرت میں شفاعت، محض خواب ایسی فضیلت عظمیٰ کا سبب نہیں ہوسکتا۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں فضیلتیں اور دونوں دولتیں تواضع کی بدولت حاصل ہوئیں۔ حضور علیہ السلام نے حق تعالیٰ کے ساتھ تواضع کی تو دولت معراج کی پائی اور مخلوق کے ساتھ تواضع کی تو دولت شفاعت کی پائی۔

۲:... حق جل شانہ نے اس مقام پر حضور علیہ السلام کی شان عبدیت کو ذکر فرمایا اور شان نبوت اور رسالت کو ذکر نہیں فرمایا۔ یعنی: ''اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ'' فرمایا اور ''اَسْرٰی بنبیہ و رسولہ'' نہیں فرمایا، اس لئے کہ سیر الی اللہ کے لئے وصف عبدیت ہی مناسب ہے کہ بندہ سب کو چھوڑ کر اپنے آقا کی طرف جارہا ہے۔ نیز عبد کا لفظ اس لئے بھی اختیار فرمایا کہ کہیں لوگ ناقص العقل نصاریٰ کی طرح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج آسمانی کی وجہ سے خدا نہ خیال کر بیٹھیں۔

امام رازیؒ اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ میں نے ابوالقاسم سلیمان انصاریؒ کو یہ کہتے سنا کہ شب معراج میں حق تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کون سا لقب اور کون سی صفت سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: صفت عبدیت یعنی ''تیرا بندہ ہونا'' مجھ کو سب سے زائد محبوب ہے، اس لئے جب یہ سورت نازل ہوئی تو اسی پسند کردہ لقب کے ساتھ نازل ہوئی۔

۳:... اسریٰ کے معنی اگرچہ رات ہی کو لے جانے کے ہیں، لیکن ''لیلاً'' کی تصریح اس لئے کی گئی تاکہ نکرہ ہونے کی وجہ سے تبعیض اور تقلیل پر دلالت کرے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے رات کے بعض اور قلیل ہی حصہ میں زمین و آسمان کی سیر کروادی اور رات کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ رات عادتاً خلوت اور تنہائی کا وقت ہے، ایسے وقت میں بلانا مزید تقرب اور اختصاص خاص کی دلیل ہے۔

۴:... مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جانے میں شاید یہ حکمت ہو کہ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ دونوں قبلوں کے انوار و برکات اور حضرات انبیاء بنی اسرائیل کے فضائل و کمالات حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کردیئے جائیں اور اس طرف بھی اشارہ ہوجائے کہ اب عنقریب ہی بنی اسرائیل کا قبلہ بنی اسماعیل کے قبضہ میں دے دیا جائے گا اور امت محمدیہ دونوں قبلوں یعنی کعبۃ اللہ اور مسجد اقصیٰ کے انوار و برکات کی حامل ہوگی اور حضرات انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مکرمین کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداً میں نماز ادا کرنا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت اور امامت انبیاء کا حسی نمونہ دکھلانے کے لئے تھا کہ مقربین بارگاہ خداوندی اپنی آنکھوں سے آپ کی سیادت اور امامت کا مشاہدہ کرلیں۔

مسئلہ:

حضرات انبیاء نے اور ملائکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداً میں نماز پڑھی۔ ظاہر یہ ہے کہ سب نے خاموشی کے ساتھ آپ کی قرأت کو سنا، کسی کا آپ کے پیچھے پڑھنا کہیں ثابت نہیں اور قرآن کریم کا حق بھی یہی ہے کہ اس کو خاموشی کے ساتھ سنا جائے۔ ''وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔'' ...... لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ میں رحمت کا وعدہ منصتین (خاموش رہنے والوں) کے لئے ہے اور امام کے ساتھ پڑھنے والوں کے لئے رحمت کا وعدہ نہیں، اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ قرأت خلف الامام کے قائل نہیں۔

۵:... ظاہر یہ ہے کہ جو نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصیٰ میں پڑھائی وہ نفل تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ فرض نماز تھی جو معراج سے پہلے آپ پر فرض تھی۔ واللہ اعلم۔ (زرقانی، ج:۶، ص:۵۴)

صحیح یہی ہے کہ وہ نماز نفل تھی، اس لئے کہ روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سفر نماز عشاء اور نماز فجر کے درمیان میں تھا۔ آپ عشاء کی نماز پڑھ کر بستر استراحت پر لیٹ چکے تھے، تب جبرئیل براق لے کر آئے اور نماز فجر سے پہلے مکہ مکرمہ آسمانوں سے واپس آگئے اور صبح کی نماز مکہ میں ادا فرمائی۔ (کمافی فتح الباری ص:۱۵۱، ج:۷)

حدیث الاسرأ سے معلوم ہوا کہ یہ نماز جو آپ نے ملائکہ اور انبیاء کرام کو پڑھائی، فرض نماز نہ تھی، بلکہ نفل نماز تھی۔ واللہ اعلم۔

۶:... جبرئیل امین کا بجائے دروازے کے چھت کھول کر اترنا شق صدر کی طرف اشارہ تھا کہ اسی طرح آپ کا سینہ کھولا جائے گا اور پھر عنقریب ہی اس کو سی دیا جائے گا۔

۷:... ایمان و حکمت اگرچہ اس عالم کے اعتبار سے معانی اور اعراض کی قبیل سے ہیں، لیکن عالم آخرت میں معانی اور اعراض اجسام بنادیئے جائیں گے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سورۂ بقرہ اور آل عمران دو بادلوں کی شکل میں نمودار ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں پر سایہ کریں گی اور موت کو مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا۔

۸:... آسمانوں میں انہی چند حضرات انبیاء کرامؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے خاص کرنے میں ان خاص حالات کی طرف

اشارہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد میں وقتاً فوقتاً پیش آئے، جیسا کہ علماء تعبیر کا قول ہے کہ جس نبی کو خواب میں دیکھے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس جیسے حالات اس کو پیش آئیں گے۔ پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کی۔ چونکہ حضرت آدمؑ اول الانبیاء ہیں اور اول الآباء ہیں، اس لئے سب سے پہلے ان سے ملاقات کرائی گئی اور اس ملاقات میں ہجرت کی طرف اشارہ تھا کہ جس طرح حضرت آدمؑ نے ایک دشمن کی وجہ سے آسمان اور جنت سے زمین کی طرف ہجرت فرمائی، اسی طرح آپ بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائیں گے اور حضرت آدمؑ کی طرح آپؐ کو وطن مألوف کی مفارقت طبعاً شاق ہوگی۔

دوسرے آسمان میں حضرت عیسیٰ وحضرت یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی، حدیث میں ہے:

"انا اقرب الناس بعیسیٰ بن مریم لیس بینی وبینہ نبی۔"

ترجمہ: "میں تمام انبیاء میں عیسیٰ بن مریم کے ساتھ میں سب سے زیادہ قریب ہوں، میرے اور ان کے درمیان میں کوئی نبی نہیں۔"

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اخیر زمانہ میں دجال کے لئے آسمان سے اتریں گے اور امت محمدیہ میں ایک مجدد ہونے کی حیثیت سے شریعت محمدیہ کو جاری فرمائیں گے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام اولین وآخرین کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ شفاعت کبریٰ کی درخواست کریں گے، ان وجوہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرائی گئی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی معیت کی وجہ محض قرابت نسبی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دونوں خلیرے بھائی ہیں۔ اس ملاقات میں یہود کی تکالیف اور ایذا رسانیوں کی طرف اشارہ تھا کہ یہود آپ کے درپے آزار ہوں گے اور آپ کے قتل کے لئے طرح طرح کے مکر اور حیلے کریں گے، مگر جس طرح اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو یہود بے بہبود کے شر سے محفوظ رکھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

تیسرے آسمان میں یوسف علیہ السلام سے ملاقات فرمائی۔ اس ملاقات میں اشارہ اس طرف تھا کہ یوسف علیہ السلام کی طرح آپؐ بھی اپنے بھائیوں سے تکلیف اٹھائیں گے اور بالآخر آپؐ غالب آئیں گے اور ان سے درگزر فرمائیں گے۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن آپؐ نے قریش کو اسی خطاب سے مخاطب کیا، جس سے یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو خطاب کیا تھا، چنانچہ فرمایا:

"لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ إِذْهَبُوا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ أَيِ الْعُتَقَاءُ۔"

(فتح الباری، ج:۷، ص:۱۹۳)

ترجمہ: "آج تم پر کوئی ملامت نہیں، اللہ تم کو معاف کرے، وہ ارحم الراحمین ہے اور جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

نیز امت محمدیہ جب جنت میں داخل ہوگی تو یوسف علیہ السلام کی صورت پر ہوگی۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ آپؐ سلاطین کو دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائیں گے، کیونکہ خط اور کتابت کے اول موجد ادریس علیہ السلام ہیں۔ نیز حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں "وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا" آیا ہے تو ان کی ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ رفعت و منزلت اور علو مرتبت عطا فرمائے گا، چنانچہ جب آپؐ نے شاہ روم کے نام والا نامہ تحریر فرمایا تو شاہ روم مرعوب ہوگیا، جیسا کہ صحیح بخاری میں ابوسفیانؓ کا قول ہے: "امر امر ابن ابی کبشۃ، حتی یخاف ملک بنی الأصفر"

اور حضرت ہارون علیہ السلام کی ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح سامری اور گوسالہ پرستوں نے حضرت ہارونؑ کے ارشاد سراپا رشاد پر عمل نہ کیا، جس کا انجام یہ ہوا کہ اس ارتداد کی سزا میں قتل کئے گئے۔ اسی طرح جنگ بدر میں قریش کے ستر سردار مارے گئے اور ستر قید کئے گئے اور عرنیین کو مرتد ہوجانے کی وجہ سے قتل کیا گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام ملک شام میں جبارین سے جہاد وقتال کے لئے گئے اور اللہ نے آپ کو فتح دی، اسی طرح آپؐ بھی ملک شام میں جہاد وقتال کے لئے داخل ہوں گے، چنانچہ آپؐ شام میں غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے گئے اور دومۃ الجندل کے رئیس نے جزیہ دے کر صلح کی درخواست کی، آپؐ نے اس کی صلح کی درخواست منظور فرمائی اور جس طرح ملک شام حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت یوشعؑ کے ہاتھ پر فتح ہوا، اسی طرح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر پورا ملک شام فتح ہوا اور اسلام کے زیر نگیں آیا اور ساتویں آسمان میں ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت معمور سے پشت لگائے بیٹھے ہیں۔

بیت معمور ساتویں آسمان میں ایک مسجد ہے جو خانہ کعبہ کے محاذات میں واقع ہے۔ ستر ہزار فرشتے روزانہ اس کا حج اور طواف کرتے ہیں، چونکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بانی کعبہ ہیں، اس لئے ان کو یہ مقام عطا ہوا۔ اس آخری ملاقات میں حجۃ الوداع

کی طرف اشارہ تھا کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے پیشتر حج بیت اللہ فرمائیں گے اور علماء تعبیر کے نزدیک خواب میں حضرت ابراہیمؑ کی زیارت حج کی بشارت ہے۔

ابن منیرؒ فرماتے ہیں کہ یہاں تک سات معراجیں ہوئیں، آٹھویں معراج سدرۃ المنتہیٰ تک ہوئی، اس میں فتح مکہ کی طرف اشارہ تھا جو ۸ ہجری میں فتح ہوا اور نویں معراج سدرۃ المنتہیٰ سے مقام صریف الاقلام تک ہوئی، اس معراج میں غزوۂ تبوک کی طرف اشارہ ہوا، جو ۹ ہجری میں پیش آیا اور دسویں معراج رفرف اور مقام قرب اور دنو تک ہوئی، جہاں دیدار خداوندی ہوا اور کلام ربانی سنا۔ اس دسویں معراج میں چونکہ بقاء خداوندی حاصل ہوا، اس لئے اس میں اشارہ اس طرف تھا کہ ہجرت کے دسویں سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگا اور اس سال خداوند ذوالجلال کا لقاء ہوگا اور دار دنیا کو چھوڑ کر رفیق اعلیٰ سے جاملیں گے۔

۹:... حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرات انبیاء کرامؑ کے اجسام مبارکہ کو حرام کیا ہے، زمین اُن کے جسموں کو کھا نہیں سکتی، اس لئے حضرات انبیاء کرامؑ کے اجسام مبارکہ کا اصل مستقر تو ان کی قبور ہیں اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء کرامؑ کو بیت المقدس اور آسمانوں میں دیکھنا اس سے یا تو ان کی ارواح مبارکہ کو دیکھنا مراد ہے یا مع اجسام عنصریہ کے ساتھ دیکھنا مراد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز و اکرام کے لئے انبیاء کرامؑ کو مع اجسام عنصریہ کے مسجد اقصیٰ اور آسمانوں میں مدعو کیا گیا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ۔

اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اجسام اصلیہ تو قبور میں رہے اور اللہ نے ان کی ارواح کو اجسام مثالیہ کے ساتھ متشکل کرکے آپ کی ملاقات کے لئے جمع کیا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر جسد اصلی کے ساتھ دیکھا، کیونکہ وہ اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور علی ہذا ادریس علیہ السلام کو بھی جسم اصلی کے ساتھ دیکھا کہ وہ بھی زندہ اٹھائے گئے۔

(فتح الباری، ج:۷، ص:۱۶۲، زرقانی، ج:۶، ص:۴۳،۴۷)

اسی شب میں آپؐ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ آپ سمعنا واطعنا کہہ کر واپس ہوئے۔ واپسی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ نہیں فرمایا۔ بعد ازاں موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا۔ انہوں نے تخفیف کا مشورہ دیا، وجہ یہ تھی کہ مقام خلۃ، مقام رضا و تسلیم یعنی مقام نیاز ہے اور مقام تکلم مقام ناز ہے، اس لئے حضرت خلیل اللہ نے سکوت فرمایا اور حضرت کلیم اللہ نے تخفیف کا مشورہ دیا، خلیل اللہ ساکت رہے اور کلیم اللہ بولے۔

۱۰:... حضرت موسیٰؑ کے مشورہ کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار تخفیف کی درخواست کرتے رہے، بالآخر جب پانچ نمازیں رہ گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب مجھ کو شرم آتی ہے۔ وجہ شرم کی یہ تھی کہ آپؐ نے اس سے قبل نو مرتبہ تخفیف کی درخواست میں یہ دیکھ لیا کہ ہر مرتبہ پانچ نمازوں کی تخفیف ہوجاتی ہے، پس جبکہ تخفیف ہوتے ہوئے صرف پانچ ہی رہ گئیں تو اگر اس کے بعد بھی تخفیف کا سوال کیا جائے تو اس درخواست کا یہ مطلب ہوگا کہ یہ پانچ بھی ساقط ہوجائیں اور فرض کا کوئی حصہ بھی ایسا نہ رہے کہ جو واجب الامتثال ہوسکے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شرما گئے اور واپس جانے سے انکار فرمادیا۔

۱۱:... عروج سموات سے پہلے آپ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور آب زمزم سے اس کو دھویا گیا اور ایمان اور حکمت سے بھر کر اس کو سی دیا گیا، تاکہ اس عجیب و غریب طہارت کے بعد افضل عبادات کی فرضیت کا حکم دیا جاسکے۔

۱۲:... سیر سموات میں آپؐ نے ملائکۃ اللہ کو مختلف عبادتوں میں مشغول پایا، بعض ہیں کہ قیام ہی کی حالت میں دست بستہ کھڑے ہیں اور بعض ہیں کہ رکوع ہی میں ہیں، کبھی سر نہیں اٹھاتے اور بعض ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سربسجود ہیں اور بعض ہمیشہ قعود میں ہیں۔ حق تعالیٰ نے اس امت کے لئے ان تمام ارکان کو ایک ہی رکعت میں جمع کردیا، تاکہ امت کی عبادت تمام ملائکہ کی عبادتوں کا مجموعہ اور خلاصہ ہو۔

(فتح الباری، ج:۷، ص:۱۶۸)

نیز قرآن کریم میں ہے کہ ہر شئے ہر وقت اللہ کی تسبیح اور تحمید کرتی ہے۔

"وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ۔"

(بنی اسرائیل:۴۴)

کائنات کا کوئی وقت اللہ کی تسبیح سے خالی نہیں گزرتا اور ظاہر ہے کہ کائنات کی تسبیح ایک طور پر نہیں، مختلف طور پر ہے۔ اشجار اور نباتات کی تسبیح ہمیشہ بحالت قیام ہے اور بہائم اور چوپاؤں کی تسبیح ہمیشہ بحالت رکوع ہے اور حشرات الارض کی تسبیح ہمیشہ بحالت سجود ہے، ہر وقت ان کی جبین نیاز زمین سے لگی رہتی ہے اور احجار و جمادات کی تسبیح ہمیشہ بحالت قعود ہے۔ حق جل شانہٗ نے ہماری نماز میں تحمید و تسبیح کی تمام اقسام کو یکجا جمع فرمایا۔

نیز انسان عناصر اربعہ سے مرکب ہے، اس لئے اس کی عبادت بھی قیام اور قعود، رکوع اور سجود، ان ارکان اربعہ سے مرکب ہوئی اور چونکہ خدا سے غفلت کے اسباب پانچ ہیں یعنی حواس خمسہ، اس لئے ایک دن میں پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

۱۳:... علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے یا نہیں اور اگر رؤیت ہوئی تو وہ رؤیت بصری تھی یا رؤیت قلبی تھی، یعنی سر کی آنکھوں سے دیکھا یا دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ یاد رہے کہ دل کی آنکھوں سے دیکھنا اور ہے اور جاننا اور ہے۔ جمہور صحابہؓ اور تابعین کا یہی مذہب ہے کہ دل کی آنکھوں سے دیکھنا اور ہے اور جاننا اور ہے۔ جمہور صحابہؓ اور تابعین کا یہی مذہب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو سر کی آنکھوں سے دیکھا اور محققین کے نزدیک یہی قول راجح اور حق ہے، اس لئے احادیث میں تصریح ہے کہ خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جب دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے پروردگار کو دیکھا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ: ہاں! میں نے شب معراج میں اپنے پروردگار کو دیکھا۔

مسند امام احمد میں سند صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔ خصائص کبریٰ، امام طبرانی اور حکیم ترمذی نے انسؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں نے نور اعظم یعنی نور الٰہی کو دیکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی جو چاہی، یعنی مجھ سے بلاواسطہ کلام فرمایا۔

ابن عباسؓ کی ایک مرفوع روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شب معراج میں آپؐ کو رؤیت بصری اور رؤیت قلبی دونوں حاصل ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے نور بصیرت میں ایسا مدغم فرمایا کہ آپ کی رؤیت بصری اور رؤیت قلبی میں کوئی فرق نہ رہا۔

کلام سرمدی بے نقل بشنید
خداوند جہاں را بے جہت دید
دراں دیدن کہ حیرت حاصلش بود
دلش در چشم و چشمش در دلش بود

حافظ توربشتی ''المعتمد فی المعتقد'' میں لکھتے ہیں کہ: رؤیت قلبی یعنی دل کے دیکھنے سے محض علم اور معرفت مراد نہیں، اس لئے کہ یہ بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے حاصل تھی، بلکہ مراد یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس قسم کی رؤیت فرمائی کہ جس طرح کی رؤیت چشم سر کو حاصل ہے یا یہ مراد ہے کہ آنکھ دل کی معاونت سے اور دل چشم کی مرافقت اور مقارنت سے دولت دیدار سے مشرف ہوا، بوقت دیدار دل آنکھ کے ساتھ تھا اور آنکھ دل کے ساتھ تھی، ایک دوسرے سے جدا نہ تھی۔ انتہی کلامہ موضحاً واللہ اعلم۔

ملاحدہ کے اعتراضات اور ان کے جوابات

ملاحدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی پر جو اعتراضات کئے ہیں، ان سب کا اجمال یہ ہے کہ فلسفہ قدیمہ تو اجرام فلکیہ میں خرق والتیام کو محال بتلاتا ہے اور فلسفہ جدیدہ افلاک کے وجود ہی کو تسلیم نہیں کرتا۔ لہٰذا جب آسمان کا وجود ہی ثابت نہ ہوا تو معراج جسمانی کا ثبوت کس طرح ہوگا؟ نیز فلسفہ جدید و قدیم دونوں اس پر متفق ہیں کہ زمین سے کچھ اوپر کرۂ زمہریر ہے اور فلسفہ قدیم کے نزدیک کرۂ ناری ہے اور ان دونوں مقاموں سے کسی جسم عنصری کا صحیح سالم اور زندہ عبور کرنا محال ہے، لہٰذا عروج جسمانی بھی محال ہوگا۔ بعض کہتے ہیں کہ جسم ثقیل کی اس قدر بلند اور سریع سیر عقلاً محال ہے۔

جواب:

یہ سب استبعادات اور توہمات ہیں، عقلاً ان میں سے کوئی شئے بھی محال نہیں: ''ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ'' جو شخص ان چیزوں کے محال ہونے کا مدعی ہو وہ دلیل پیش کرے۔

۱:... تمام انبیاء اور مرسلین اور تمام کتب سماویہ اس پر متفق ہیں کہ قیامت قائم ہوگی اور آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ ''اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ، اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ'' اور حضرات انبیاء و مرسلین کا امر محال کے وقوع پر متفق ہونا قطعاً محال اور ناممکن ہے اور فلسفہ قدیم نے جو افلاک کے خرق والتیام کے محال ہونے کے پادر ہوا دلائل ذکر کئے ہیں، حضرات متکلمین نے ان کا کافی اور شافی جواب دے دیا ہے۔

۲:... رہا فلسفہ جدیدہ کا افلاک کے وجود کو نہ تسلیم کرنا، سو یہ افلاک کے معدوم ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا، تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی شئے کا نظر نہ آنا یا اس کا ثابت نہ ہونا اس کے معدوم ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا، ورنہ زمین اور آسمان کی اُن ہزارہا چیزوں کا انکار لازم آئے گا، جو ہماری نظر اور عقل اور علم سے مخفی اور پوشیدہ ہیں، نیز عقلاء اس پر بھی متفق ہیں کہ کسی کا جہل اور عدم علم دوسرے پر حجت نہیں۔

۳:... آج کل نئی نئی قسم کے ایسے آلات ایجاد ہو رہے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے جسم حرارت اور برودت کے خارجی اثرات سے بالکل محفوظ رہتا ہے اور خداوند ذوالجلال کی قدرت تو اس سے کہیں اعلیٰ اور ارفع ہے۔ ما للتراب و رب الارباب؟ مشت خاک کو خداوند افلاک سے کیا نسبت؟ سرکاری باغوں میں ایسے درخت موجود ہیں کہ بجائے پانی کے ان کے نیچے آگ روشن کی جاتی ہے، وہ آگ کی گرمی سے سرسبز رہتے ہیں۔ اگر آگ کی حرارت کم ہوجائے تو خشک ہوجاتے ہیں۔ سمندر میں ایک کیڑا ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے، وہ نہ آگ سے جلتا ہے، نہ مرتا ہے، بلکہ آگ اس کے حق میں حیات ہے اور آگ سے جدائی اس کے

لئے موت ہے۔

۴:... نیز ہزار ہا من وزن کے طیاروں کا آسمانی فضا میں اڑنا اور گھنٹوں میں ہزار ہا میل کی مسافت طے کرنا ساری دنیا کے سامنے ہے، پھر فقط ایک انسان کے پرواز وطیران کے بارے میں کیوں اس قدر سرگرداں اور حیران ہیں؟

۵:... آج کل ایسے زینے بھی ایجاد ہوگئے ہیں کہ بجلی کا بٹن دبانے سے ایک منٹ میں سومنزل کے آخری بالاخانہ پر پہنچادیتے ہیں۔ کیا خداوند ذوالجلال ایسے معراج یعنی سیڑھی اور زینہ سے قاصر ہے کہ جو ایک منٹ میں اس کے کسی خاص بندہ کو زمین سے آسمان پر پہنچادے۔

۶:... ماہرین انکشافات کے برابر اعلانات آرہے ہیں کہ فلسفہ اور سائنس کے ذریعہ سے اب تک جو انکشافات ہوئے ہیں وہ نہایت ہی قلیل ہیں اور آئندہ جن انکشافات کی توقع ہے وہ اس سے ہزاراں ہزار درجہ زائد ہیں، حتیٰ کہ یہاں تک اعلان آچکے ہیں کہ ہم عنقریب کواکب اور سیارات تک پہنچ جائیں گے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے متمدن بھائی جو مغربی علوم کے سودائی وشیدائی ہیں، وہ ان خبروں کو نہایت مسرت اور ابتہاج کے ساتھ سنتے اور سناتے ہیں، مگر جب نبی امی فداہ نفسی وابی و امی کے معراج کی خبر کو سنتے ہیں تو طرح طرح کے شبہے اور وسوسے ان کے سامنے آجاتے ہیں۔ یورپ کی وحی کی بے چوں وچرا تصدیق کرتے ہیں اور اللہ کی وحی میں شبہے نکالتے ہیں اور ڈالتے ہیں۔

۷:... یہود کے نزدیک حضرت ایلیا علیہ السلام کا بجسدہ والعنصری زندہ آسمان پر جانا اور عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا اور پھر اخیر زمانہ میں آسمان سے ان کا اترنا مسلم ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی جسم اطہر کے ساتھ آسمان پر جانا اور پھر واپس آنا قرآن وحدیث اور اجماع صحابہؓ وتابعینؒ سے ثابت ہے۔ اگر آسمان پر جانا عقلاً محال ہوتا تو صحابہؓ وتابعینؒ کبھی اس پر متفق نہ ہوتے۔ (ماخوذ از ''سیرۃ المصطفیٰ'' ج:۱،ص:۲۸۹ تا ۳۲۶)

''قادیانی قرآن''

یہ ''قادیانی قرآن'' جسے قادیانی حضرات ''الکتاب المبین''، ''کتاب المبشرات والمنذرات''، ''وحی مقدس''، ''قرآن جدید''، ''ظلی قرآن''، ''ہیچو قرآن''، ''عہدنامہ جدید'' وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں، ''تذکرہ'' کے نام سے اس کا جدید ایڈیشن چند سال پہلے بڑی آب وتاب اور تحقیق وتشریح کے ساتھ ''ربوہ'' سے شائع ہوا، راقم بھی اس کے مطالعے سے لطف اندوز ہوا ہے، کبھی موقع ہوا تو ان شاء اللہ اس کا تفصیلی تعارف بھی پیش کردیا جائے گا، سردست قادیانی اُمت سے یہ گزارش ہے کہ ابھی تک ان کی ''وحی مقدس'' کا ساتواں مرحلہ باقی ہے، جو پوری قادیانی اُمت پر فرض کفایہ ہے، وہ یہ کہ اس نئے قرآن کو ترتیب نزولی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے، اور اسے مختلف اجزا اور سورتوں میں ابھی تک تقسیم نہیں کیا گیا۔ دُوسری بہت بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں ''کلامِ الٰہی'' کو انسانی کلام سے مخلوط کردیا گیا ہے، یہ مذہبی طور پر بڑی سنگین غلطی ہے، اس سے عیسائیوں کے ''عہدنامہ جدید'' کی طرح تحریف کا دروازہ کھل جائے گا، انسانی کلام... خواہ وہ مرزا صاحب ہی کا کلام ہو... بطور تشریح یا شانِ نزول بالکل الگ ہونا چاہئے۔ الغرض ''تذکرہ'' کو ''قادیانی قرآن'' کی تفسیر کہا جاسکتا ہے مگر جو ''الکتاب المبین'' مرزا صاحب پر نازل ہوئی، ایک تو اسے بالکل معریٰ چھپنا چاہئے تاکہ میاں محمود احمد صاحب کی وصیت کے مطابق پڑھنے والے اس سے لذت وسرور حاصل کریں، پھر اسے اجزا وسور پر مرتب ہونا چاہئے تاکہ مراقی مسیح کی مراقی اُمت کو اسے حفظ کرنے میں سہولت ہو۔ توقع کی جانی چاہئے کہ اگر سیاسی جھمیلوں سے فرصت ملی تو جناب مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ ثالث ''قادیانی قرآن'' کی جمع وترتیب کا یہ اہم کام اور آخری مرحلہ انجام دیں گے... جس کی اس کو توفیق نہیں ہوئی.... (مرسلہ: ابوفضالہ احمد خان)

حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ کو صدمہ

گزشتہ دنوں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ اجل، جمعیت علماء اسلام کے راہنما، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ، جامعہ محمودیہ مصباح العلوم مریم مسجد کے مہتمم وبانی حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی دامت برکاتہم کے چھوٹے بھائی جناب فضل الرحمن صاحب عرف کاکا ۲۴/اپریل ۲۰۱۳ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں رحلت فرمائے عالم آخرت سدھار گئے، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہ ما أعطیٰ، وکل شيء عندہ بأجل مسمیٰ۔ موصوف ایک عرصے بیمار چلے آرہے تھے، ان کی بینائی بھی جاتی رہی تھی، گردوں نے بھی آہستہ آہستہ کام کرنا چھوڑ دیا تھا، کینسر بھی تشخیص ہوا تھا، بہت ہی صبر آزما زندگی گزاری تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کی ان تکلیفوں کو ان کے لئے رفع درجات کا ذریعہ بنائے، اللہ تعالیٰ انہیں دارالنعیم میں جگہ عطا فرمائیں اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل سے نوازیں، آمین۔ امید ہے کہ قارئین ان کی بخشش اور رفع درجات کے لئے ضرور دعا ئیں فرمائیں گے۔

ڈویژنل ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

رپورٹ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

رواں سال کے آغاز میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کے سہ ماہی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مارچ میں نواب شاہ، اپریل میں فیصل آباد اور گوجرانوالہ میں ڈویژنل ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی۔ چنانچہ متعلقہ اضلاع کے مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ ختم نبوت کانفرنسز کی کامیابی کے لئے شب و روز محنت میں مصروف ہو جائیں۔ چنانچہ نواب شاہ کانفرنس کی رپورٹ آپ گزشتہ شماروں میں پڑھ چکے۔ گوجرانوالہ کانفرنس کی کامیابی کے لئے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد اور راقم

خطبہ صدارت ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ

ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ۱۱ اپریل ۲۰۱۳ء گوجرانوالہ

گرامی قدر...... صدر، مہمان خصوصی

معزز علماء کرام، راہنمایان ملت، زعماء قوم و قابل صد احترام شرکاء کانفرنس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم ختم نبوت کانفرنس گوجرانوالہ کی مجلس استقبالیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کی طرف سے آپ سب بزرگوں اور احباب کو اس بابرکت کانفرنس میں خوش آمدید کہتے ہیں اور شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ لمحات فارغ کر کے آج اس کانفرنس کو رونق بخشی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے عظیم مشن میں ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب بزرگوں اور احباب کو جزائے خیر سے نوازیں اور ہمارا اٹھنا بیٹھنا تحریک ختم نبوت کی جدوجہد کے لئے بار آور فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین۔

راہنمایان گرامی قدر! عقیدہ ختم نبوت نہ صرف ہمارے ایمان کی بنیاد اور اساس ہے بلکہ ملی حمیت کے اظہار کا سب سے بڑا مظہر اور ملت اسلامیہ کی وحدت کی عظیم علامت ہے جو آج کے اس پرفتن دور اور ہر طرف تیزی کے ساتھ پھیلتے ذہنی خلفشار کے پریشان کن ماحول میں امت مسلمہ کی واحد پناہ گاہ ہے، جبکہ عقیدہ ختم نبوت وہ شجر سایہ دار ہے جس کے سائے میں امت کے تمام مکاتب فکر اور طبقات کے لوگ تمام تر باہمی اختلافات کے باوجود مل بیٹھتے ہیں اور اس سے امت مسلمہ کی بہت سی آرزوؤں اور تمناؤں کو سہارا مل جاتا ہے۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ میں انکار ختم نبوت کے حوالہ سے پیدا ہونے والے فتنوں میں دجل کے جس پہلو کی طرف واضح اشارہ فرمایا تھا اور اس سے امت کو خبردار کیا تھا بدقسمتی سے آج انکار ختم نبوت اور دجل کے اسی ملاپ نے امت مسلمہ کو عمومی طور پر اور اسلامیان پاکستان کو خاص طور پر ایسی پریشانی اور اضطراب سے دوچار کر رکھا ہے جس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی اور اس کا سب سے بڑا مظہر قادیانی گروہ ہے جو خود تو گمراہی اور بغاوت کا علمبردار ہے ہی مگر اس نے کفر و نفاق اور استعمار و استبداد کی تمام عالمی قوتوں کو دجل و فریب کی لڑی میں پرو رکھا ہے۔ اس گروہ نے پاکستان کے اسلامی تشخص، دستور پاکستان کی اسلامی دفعات، اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نفاذ شریعت اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی حرمت و ناموس کے تحفظ کے خلاف دین دشمن عناصر کی مذموم کاوشوں کے لئے گھات اور مورچے کی صورت اختیار کر لی ہے اور ملک میں بھی ہر طرف...... تک زمین بچھا کر فتنہ گری کو پروان چڑھایا ہوا ہے۔

معزز شرکاء کانفرنس! ہمارے عظیم اکابر حضرت علامہ سید انور شاہ کاشمیریؒ، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال اور دیگر زعماء نے قادیانی گروہ کو امت کے لئے سب سے بڑا فتنہ اور سامراج و استعمار کے آلۂ کار کے طور پر جو عظیم خطرہ قرار دیا گیا تھا، آج عالمی حالات بزرگوں کی اس فراست و بصیرت کی شہادت دے رہے ہیں کہ انہوں نے امت مسلمہ کو اس فتنہ عظیم سے بروقت خبردار کر کے اس سے بچ کر رہنے کی تلقین کی تھی اور یہ انہیں بزرگوں کا فیضان ہے کہ یہ خطرناک گروہ اپنی تمام تر فتنہ سامانیوں کے باوجود اسلام اور پاکستان کے خلاف اپنے مکروہ عزائم میں کامیاب نہیں ہو پا رہا اور نہ ہی ان شاء اللہ قیامت تک کامیاب ہوگا، لیکن ان عظیم بزرگوں کی یاد اور مشن کو زندہ رکھتے ہوئے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں عوامی بیداری کو قائم رکھنا اور نئی نسل تک ان بزرگوں کے پیغام کو پہنچاتے رہنا ہم سب کی دینی ذمہ داری ہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس محاذ پر گزشتہ چھ عشروں سے خدمات سرانجام دے رہی ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ ان خدمات کو جاری رکھے گی۔

محترم شرکاء مجلس! اس وقت پاکستان کی اسلامی شناخت، ناموس رسالت کے تحفظ کا قانون، تحفظ ختم نبوت کا دستوری فیصلہ اور دستور کی اسلامی دفعات عالمی استعمار اور سیکولر قوتوں کی یلغار کا سب سے بڑا ہدف ہیں اور قادیانی گروہ اس میں مین کردار ادا کر رہا ہے۔ اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کے شرکاء کی طرف سے ہم ایک بار پھر اس عزم کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ قادیانی تعاقب ہر جگہ، ہر سطح اور ہر رنگ میں جاری رکھا جائے گا اور قادیانیوں اور ان کے پشت پناہوں کی سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

آپ سب حضرات سے استدعا ہے کہ اس مقدس مشن کے لئے تجدید عہد کرتے ہوئے نئے حوصلے اور عزم کے ساتھ سرگرم عمل ہو جائیں اور اسلام، قوم اور ملک کے خلاف قادیانیوں کی ہر سازش کو پوری قوت کے ساتھ ناکام بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

منجانب: مولانا صاحبزادہ عزیز احمد ظلہ

الحروف کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ راقم الحروف کے فرزند عزیزی سلمان کی شادی خانہ آبادی انہیں دنوں میں تجویز ہوئی تو راقم الحروف تو مکمل وقت نہ دے سکا البتہ مذکورہ بالا رفقاء کرام نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے درجنوں اجتماعات، مضافاتی علاقوں میں کانفرنسز، دروس کے ذریعہ لوگوں کو شرکت کی دعوت دی۔ راقم الحروف بھی ۲۰ راپریل کو گوجرانوالہ پہنچ گیا۔

مقامی رفقاء مولانا محمد اشرف مجددی، حافظ محمد یوسف عثمانی، قاری منیر احمد، قاری عبدالغفور، سید احمد حسین زید، مولانا خرم اور مولانا محمد عارف شامی نے بھرپور محنت کی۔ ہزاروں اشتہار، سینکڑوں بینرز، پینافلیکس، اسٹیکرز اور پوسٹرز کے ذریعہ لوگوں کو آگاہ کیا گیا۔ موسمی حالات اور سیاسی صورت حال کے باوجود بھرپور اجتماع ہوا۔ قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کی ہمہ وقت سرپرستی حاصل رہی۔ جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے استاذ الحدیث مولانا مفتی ظفر اقبال نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں:

۱:...بعد نماز مغرب صدارت مولانا محمد اشرف مجددی امیر مجلس گوجرانوالہ نے کی۔

۲:...بعد نماز عشاء حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی اور تااختتام کانفرنس اسٹیج پر رہے۔ مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے:

عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے منی اسٹیڈیم شیخوپورہ موڑ گوجرانوالہ میں ڈویژنل ختم نبوت کانفرنس کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کے بنیادی اور اجماعی عقائد میں سے اہم عقیدہ ہے جس پر غیر مشروط طور پر ایمان لائے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے برطانوی سامراج کے اشارۂ ابرو پر نبوت کا دعویٰ کرکے دین اسلام میں نقب لگانے کی کوشش کی۔ امت مسلمہ کے تمام مکاتب فکر نے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوی اور توہین انبیاء کرام علیہم السلام جیسے مسائل کی وجہ سے متفقہ طور پر کافر قرار دیا، جس پر ۱۹۷۴ء میں پاکستان قومی اسمبلی نے ایک متفقہ ترمیم کے ذریعہ مہر تصدیق ثبت کی۔ اعلیٰ عدالتوں نے آئینی فیصلے کئے جن کا تحفظ کیا جائے گا۔ جامعہ مخزن العلوم خان پور کے مہتمم مولانا فضل الرحمن درخواستی نے کہا کہ میں اپنے والد محترم حضرت درخواستی کی طرح تادم زیست قادیانیت کا تعاقب اور ختم نبوت کا تحفظ کرتا رہوں گا۔

مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ قادیانیت کو ریورس گیئر لگ چکا ہے اور وہ دن دور نہیں کہ پوری دنیا سے قادیانیت خس وخاشاک کی طرح بہہ جائے گی۔

پاکستان شریعت کونسل کے جنرل سیکریٹری مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ قادیانی مسئلہ قادیانیوں کی طرف سے پارلیمنٹ کا دستوری اور جمہوری فیصلہ مسترد کرنے کی وجہ سے ابھی تک باقی ہے۔ اگر وہ امت مسلمہ کے اجتماعی موقف اور پارلیمنٹ کے دستوری فیصلے کو تسلیم کرلیں تو اس مسئلے سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے دباؤ ڈالنے والی قوتیں قادیانیوں کی ناجائز سپورٹ کرنے کی بجائے انہیں منتخب پارلیمنٹ کا جمہوری فیصلہ منظور کرنے پر مجبور کریں۔

اتحاد اہلسنت کے سربراہ مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ قادیانیوں کو عالمی سیکولر لابیوں اور ملک کے سیکولر حلقوں کی حمایت اس لئے حاصل ہے کہ وہ پاکستان کی اسلامی شناخت کو ختم کرنے اور سیکولر بنانے کی ناپاک مہم میں ان کے معاون اور آلہ کار ہیں اور ان کی منافقت کا عالم یہ ہے کہ اپنے لئے خلافت کا لیبل استعمال کررہے ہیں اور دنیا میں اسلامی خلافت کے خلاف سیکولر قوتوں کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔

نامور عوامی خطیب مولانا عبدالمجید ڈو نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور آواز سے مجمع کو مسحور کردیا۔

جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سربراہ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے علمائے لدھیانہ، مولانا ثناء اللہ امرتسری، علامہ انور شاہ کاشمیری، مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے رفقاء کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں انشاءاللہ! رہتی دنیا تک یہ مشن جاری رہے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ پاکستان کلمہ طیبہ کے نعرہ پر معرض وجود میں آیا تھا اور اس کی بقا بھی کلمہ طیبہ کے ساتھ ہے۔ توحید و ختم نبوت کے دشمن پاکستان کے خیرخواہ نہیں ہوسکتے۔ بارگاہ رسالت مآب میں گلہائے عقیدت جناب قاری محمد اللہ نے پیش کیا۔

خانقاہ زاہدیہ قادریہ اٹک کے سجادہ نشین مولانا قاضی ارشد الحسینی نے کہا کہ آنے والے الیکشن میں کسی قادیانی یا قادیانی نواز کو منتخب نہیں ہونے دیا جائے گا۔

پاکستان شریعت کونسل پنجاب کے صدر مولانا عبدالحق بشیر نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات لائق تحسین و تبریک ہیں۔ مجلس کی قیادت ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو گائیڈ لائن دے گی اس پر عمل کیا جائے گا۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کہا کہ یہ کانفرنس اتحاد بین المسلمین کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

جامعہ نصرۃ العلوم کے مہتمم مولانا محمد فیاض خان سواتی نے کہا کہ دینی مدارس ختم نبوت کی حفاظت کی ضمانت ہیں۔ اگر کسی وقت ہماری ضرورت ہوئی تو ہم ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے سربراہ علامہ ساجد میر نے کہا کہ قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں جو ملک وملت کا غدار ہو وہ پاکستان کا وفادار نہیں ہوسکتا۔ اہلحدیث رضا کار تحریک ختم نبوت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ رہے ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام نے ہر دور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شانہ بشانہ پارلیمنٹ کے اندر اور باہر عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے اور آئندہ بھی دیتی رہے گی۔

بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا عبدالخبیر آزاد نے کہا کہ پاکستان کا بچہ بچہ ناموس رسالت اور ختم نبوت کی حفاظت کے لئے جان کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔

کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن و مولانا محمد اشرف مجددی نے کی، جبکہ مہمان خصوصی مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ تھے۔ کانفرنس میں ہزاروں فدایان ختم نبوت نے شرکت کی۔ سیکورٹی کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چاک و چوبند دستے نے سرانجام دیئے۔

کانفرنس میں مولانا ریاض احمد خان سواتی، پیر رضوان نفیس، قاری محمد یوسف عثمانی، قاری منیر احمد قادری، سید احمد حسین زید، مولانا گلزار احمد قاسمی، مولانا مفتی نعیم اللہ، مولانا عبدالرحیم، مولانا محمد قاسم سیوطی، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عبدالنعیم، قاری عمر حیات، مولانا ظفر اقبال کہروڑپکا، چوہدری بابر رضوان احمد باجوہ، قاری گلزار احمد آزاد، جناب سید حفیظ الرحمن شاہ، مولانا محمد عارف شامی، مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا، مولانا داؤد احمد، عمر عثمان ہاشمی، حاجی شاہ زمان، مفتی جمیل احمد، پروفیسر عبدالماجد مشرقی، مولانا خالد محمود، مولانا محمد اخلاق، قاری عبدالعزیز و دیگر سینکڑوں علماء کرام نے شرکت کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس رات تین بجے مولانا فضل الرحمن درخواستی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ ☆☆

مراقی مالیخولیا کا مریض!

ہر قوم اور گروہ کی اپنی الگ اصطلاحات ہوتی ہیں۔ مثلاً جو شخص دنیا ومافیہا سے اتنا بے خبر ہو کہ اسے دائیں بائیں، اوپر نیچے اور الٹے سیدھے تک کی خبر نہ ہو، اور جس کے نزدیک مٹی کے ڈھیلے اور گڑ کے بھیلے یکساں شرف رکھتے ہوں، وہ عقلاء و اطباء کی اصطلاح میں ''ذہنی معذور'' کہلاتا ہے، اور عوام کی اصطلاح میں مست الست اور پہنچا ہوا شمار کیا جاتا ہے۔ یہی شخص اگر اس سے بڑھ کر لوگوں کو کتے، خنزیر، سؤر، حرامزادے جیسے الفاظ سے نوازتا ہو، تو طبی اصطلاح میں اسے جنون سبعی کہا جاتا ہے، اور مرزائی اصطلاح میں اسے ''ملہم من اللہ'' کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر اگر یہ شخص ایسے دعوے کرتا کہ: میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں محمد رسول اللہ ہوں، میں صاحب کوثر ہوں، میں رحمۃ للعالمین ہوں، میں صاحب مقام محمود ہوں، میں خدا کی توحید و تفرید ہوں، میں عین اللہ ہوں، میں خالق السماوات والارض ہوں، میں صاحب کن فیکون ہوں، تمام انبیاء کے کمالات کا جامع ہوں، تمام نبیوں کا بروز ہوں، میں مہدی ہوں، میں کرشن ہوں، میں گرونانک ہوں، میری خبر قرآن میں ہے، حدیث میں ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں نے میرے آنے کی خبر دی، تمام اہل کشف نے میری پیش گوئی کی، آسمان وزمین نے میری گواہی دی، وغیرہ وغیرہ، تو ایسا شخص اطباء کی اصطلاح میں مراقی مالیخولیا کا مریض ہے، اور قادیانی اصطلاح میں ''مسیح موعود'' اور ''مہدی معہود'' کہلاتا ہے۔ (مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی)

اسلام سچے موتیوں کی مالا!

مفکر احرار محترم جناب چوہدری افضل حق مرحوم نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک عظیم نام ہے، نامور ادیب اور مایہ ناز قلم کار تھے، آپ کی علمی کاوشوں میں سے ایک مقبول عام کتاب ''دین اسلام'' ہے، جسے افادۂ عام کے لئے ادارہ کی طرف سے پیش کیا جارہا ہے

چوہدری افضل حق''

بے شک صدیوں کے بعد مسلمان کروٹ لے رہا ہے کیونکہ اب زمانہ نئے دور سے گزر رہا ہے۔ جن اسلامی تعلیمات کا دنیا مضحکہ اڑاتی تھی۔ آج اسی کو راہ نجات سمجھتی ہے۔ قرآن نے سود کو منع قرار دیا اور سرمایہ داری پر بری طرح ضرب کاری لگائی۔ سرمایہ پرست لوگوں نے حکم قرآن کو بدعقلوں کا قانون بتایا، لیکن سرمایہ داری اب ہمیشہ کی نیند سوئی جارہی ہے، اگرچہ مسلمانوں نے اپنے عمل سے اسلام کی سچائیوں کو جھٹلایا۔ مگر حالات زمانہ نے مجبوری کا سر اس کے سامنے جھکا دیا۔ آج دنیا کے ایوانوں میں غریبوں کے نعام کا غلغلہ اسلام کے ابتدائی ایام کی بازگشت معلوم ہوتا ہے۔ یوں نظر آتا ہے کہ مارکس نے اسلامی اقتصادیات کے اوراق کو پھاڑ کر اپنے سرمایہ میں شامل کرلیا ہے لینن اور اسٹالن سیاسیات میں فاروق اعظمؓ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کررہے ہیں، مگر غیر مسلم کو یہ سب دعوے جھوٹ سے نظر آتے ہیں، کیونکہ ان کے سامنے اسلام کی ساری تاریخ شہنشاہوں اور نوابوں کی تاریخ ہے۔ ساڑھے تیرہ سو برس میں ابتدائی تیس برس ہوئے یا نہ ہوئے۔ باقی مدت تو مساوات کا کہیں نام نہ رہا تھا، جس پر اسلامی تاریخ کو بجا ناز ہوسکتا۔ خیر دنیا ختم نہیں ہوگی، صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو بھولا نہ سمجھو۔

سود کے بعد شراب کی حرمت کے باعث اسلام خشک مذہب تصور ہوتا تھا، دیکھا دیکھی عام مسلمان بھی پی کر بازاروں میں ننگے ناچنے لگے تھے، امراء نے ناشتہ کے بعد نشہ کرنا فیشن قرار دے لیا تھا۔ رنگین مزاج نوجوان تو نشہ بندی کے اسلامی قانون کا اعلانیہ استہزاً کرنے لگے تھے، لیکن ہندوستان اور امریکا میں شراب کے خلاف قیامت کی آواز اٹھی۔ اس ملک کی چالیس کروڑ مخلوق نشہ بندی کو ملک کا قانون بنانے کے لئے جیلوں کو آباد کررہی ہے اور یوں ان کے عمل سے اسلام کی تائید مزید ہوتی چلی جاتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پختہ ایوان اور عالیشان مکان بنانے سے کراہت کی، چاروں خلفا نے باوجود عظیم سلطنت کے اس پر عمل جاری رکھا، آج لندن اور برلن میں سرمایہ کے ان ستونوں کی تباہی اور بربادی کو جاکر دیکھو۔ سائنس کی موجودہ ترقیات کے ہاتھوں غریب کی جھونپڑی بچ رہے تو بچ رہے، آئندہ جنگوں میں امیر کا محل بچنے کی تو کوئی صورت نہیں۔

قوم پرستی نے مذہب اور خدا کی جگہ لے لی تھی۔ اسلام ملک اور نسل کی سب حد بندیوں کے خلاف تھا، سچے مسلمان کا نعرہ یہ تھا کہ ہر ملک، ملک ماست کہ ملک خدائے ماست۔

تاہم گزشتہ صدی سے ہر اسلامی ملک نے یورپ کے اتباع میں قومیت کو رواج دے کر ملت اسلامیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے اسے ملکوں پر تقسیم کرلیا۔ اسلامی تعلیم کے خلاف کھلی بغاوت اب رنگ لارہی ہے۔ مصر، عرب، ایران، افغانستان اور ترکی کے یہ الگ الگ ٹکڑے انگریزی اور امریکی، اٹلی اور جرمنی کی متحدہ قوموں کے مقابلہ میں ایک ایک آ کر کیا تیر ماریں گے، پچاس کروڑ مسلمان بیس ملکوں میں بے نیشنلزم کی رٹ لگا کر کب تک زندہ رہ سکتے ہیں، پھر انہیں ایک مرکزی نظام بنانا پڑے گا، ورنہ زندگی کی کوئی صورت نہیں۔

ہم نے تو اسلام کو جو سچے موتیوں کی مالا تھی، گلے سے اتار کر پرے پھینک دیا، لیکن جوہریوں نے اسے اپنے ملک اور قوم کی زیب و زینت بنانے کے لئے اٹھالیا، کسی کے کہے نے اب ہمیں اپنے مذہب میں اچھائی نظر آنے لگی، روزے پہلے ایک بے سود فاقہ سمجھے جاتے تھے، اب روحانی ترقی اور برکت کا باعث اس لئے ہیں کہ اس ملک کا مہاتما گاندھی روزے کو اپنی زندگی کا ضروری جزو سمجھتا ہے۔

اب سب کچھ کھو کر پھر تلاش کا سودا سر میں سمایا ہے، گزشتہ جنگ ۱۹۱۴ء کے پہلے اور بعد جس طرح یورپی قوموں نے ترکی کی تیاپانچہ کیا اور اسلامی ملک کو خوان یغما سمجھ کر بانٹا، اس نے ایک عام سیاسی تڑپ سی پیدا کردی، اب ہر دماغ میں سیاسی سربلندی کا ایک پروگرام ہے، کوئی بیلچہ اٹھا کر چپ راست کرتا ہے، کوئی کھلاڑی سنبھالے یمین ویسا پکارتا ہے، کوئی اقبال مرحوم کی نظموں کو بغل میں دبائے جھوم جھوم کر اشعار پڑھنے پر اکتفا کرتا ہے، ورنگ جو ہو مگر لگن ضرور ہے، عمل اور سیاسی غلبہ سب تحریکوں کا مرکزی نقطہ ہے۔ لیکن ہر حال اور غالب قوم مسلمان نہیں، اگرچہ مسلمان کا عامل اور غالب ہونا ضروری ہے کوئی عمل اور غلبہ معتبر نہیں، جب تک اسلامی رنگ نہ ہو، جہاد اسلامی تعلیمات کی

جان ہے مگر پُرامن ہمسائے کے خلاف بالوث کی نیت سے نہیں اور نہ اس لئے کہ غیروں کے جھنڈے تلے منظم ہو کر مسلمانوں کی بیکس بستیوں کو تاخت وتاراج کرنے کے لئے نکلیں یا غیر مسلم مظلوموں پر ستم ڈھانے کو ابلیس کا آلۂ کار بن جائیں، زندگی میں جیتی جان کی بازی بھی لگانا، پھر حق کی حمایت میں نہ لڑنا، بلکہ ناانصافی کا ساتھی بن کر جان دینا بڑی بدنصیبی ہے۔

اسلام کا دنیا میں سیاسی غلبۂ اسلام کے جزوں میں ایک ضروری جزو ہے مگر غلبۂ انصاف کی بنا اور خدمت خلق کی بنیاد پر ہونا ضروری ہے۔

اب ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں سیاسی شعور ترقی پذیر ہے، ہر ملک غلامی کی زنجیروں سے آزادی حاصل کرنا چاہتا ہے، لیکن آج ہی ہمیں اپنے عمل کا جائزہ لینا چاہئے اور اپنی منزل معین کر لینی چاہئے، ہم دنیا میں نام نہاد مسلمانوں کا غلبہ نہیں، اسلام یعنی نیکی کا غلبہ چاہتے ہیں، ہمیں ایسے عادلانہ نظام کے لئے مرمٹنا چاہئے، جس میں قرآن حکیم کے حکم کے مطابق کسی قوم سے دشمنی ناانصافی کا باعث نہ ہو سکے، غور کرو کہ مسلمان ممالک میں جو اور جس قسم کی حکومتیں ہیں۔ غریب مسلمانوں کی زندگی آنسوؤں کی دردبھری کہانی ہے اور ان کے دل مفلسی کے باعث آہوں کی بستی ہیں، سلاطین اور امرأ کے محلات میں حسن اور عشق پھولوں کی سیج پر سوتے ہیں، شہنشاہی سطوت کی اگر اسلامی نظام میں گنجائش ہوتی تو قیصر وکسریٰ کے تخت وتاج مسلمانوں کے پاؤں کی ٹھوکروں میں نہ ہوتے بلکہ ان سے محبت کی پینگیں بڑھائی جاتیں۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ کا نام لے کر سب پر چڑھائی نہ کر دیتے۔ اس زمانہ میں افراد اور خاندان حکمران تھے، عوام کا آرام خواص پر قربان تھا۔ اس لئے ان کو گرا کر عوام یعنی اسلام کی حکومت قائم کی گئی۔ فاروق اعظمؓ نے غیر مسلم عوام سے عادلانہ معاہدات کئے اور انہیں نیکی اور بھلائی کے نظام میں بطور برابر کے شریک کیا۔ ان کی مذہبی آزادی کو محفوظ رکھنے کے علاوہ بیت المال پر ان کا اقتصادی حق تسلیم کر لیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ سب ملکوں کی رعایا نے اپنے ہم مذہب سلاطین کے خلاف اسلامی افواج کی مدد کی، کیونکہ انہوں نے دیکھ لیا تھا کہ اسلام کے سیاسی دامن کے سوا کہیں اقتصادی اور مجلسی مساوات نہیں، وہ باوجود مذہبی عقائد کے اختلاف کے اسلامی نظام میں پانی میں مچھلی کی طرح آسودہ تھے۔ اگر عسکری تدبیر کی بنا پر کوئی شہر خالی کرنا پڑا تو ساری غیر مسلم آبادی رو دی، کیونکہ انہیں اپنے ہم مذہب سرمایہ داروں اور ارباب اقتدار کی ظالمانہ اور غیر مساویانہ روش یاد آتی تھی۔

اسلامی غلبہ کا غلط تصور کہیں بنی نوع انسان کی بیش از بیش مصیبتوں کا باعث نہ ہو جائے، پہلے اسلام کی حقیقت کو سمجھو کہ یہ سب کی سلامتی اور امن کا پیغام ہے، جب یہ مذہب کسی کے دین میں مداخلت کو بھی دینداری کے خلاف سمجھتا ہے تو خوب جان لو کہ مسلمانوں کا وہ غلبۂ اسلام کا غلبہ نہیں جو یزید کی تخت نشینی کے بعد حاصل ہوا، کیونکہ پھر تو مسلمان عوام بھی سلاطین کے زرخرید غلام سے بدتر ہو گئے۔ حالانکہ قرآن غلام کو بھی آزاد کرنے یا برابر کا بھائی سمجھنے کا حکم دیتا ہے۔ ہاں اب عمل جہاد اور سیاسی سربلندی کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ چشم ما روشن دل ماشاد۔

غلبہ اسلام کے ان شیدائیوں کی جتنی قدر کی جائے کم ہے، لیکن اسلامی زندگی کے بغیر مسلمانوں کا سیاسی غلبہ دوسری قوموں کے امپیریلزم کی طرح غریب اور کمزور قوموں کی بربادی کا باعث ہوگا۔ اسلام کے مدعی اگر غیر عادلانہ سرمایہ دارانہ فرقہ وارانہ نظام قائم کرنے کے لئے قربانیاں کریں گے تو اندیشہ ہے کہ خدا کے غضب کے سزاوار ہوں گے، اسلامی نظام وہ ہے جس میں خلیفۂ وقت کا دعویٰ معمولی یہودی کے مقابلہ میں عدم ثبوت کی بنا پر خارج ہو جائے یعنی حضرت علیؓ جیسا حق گو باوجود حسنین جیسے پاکباز کی شہادت کے زرہ کی ڈگری ایک ماتحت عدالت سے عدم ثبوت کے باعث نہ پا سکے۔ پس ایسا نظام جس میں قوم پر سردار کو کوئی مجلسی، قانونی اور اقتصادی فوقیت نہ ہو۔ اسلامی غلبہ کا نظام ہے۔

عام سیاسی سربلندی شیطانی شجر ہے، دولت، اقتدار، عیش اور غرور اس کی چار شاخیں ہیں۔ اس درخت کے سائے نے عموماً قوم کی مسرتوں کو برباد کیا اور چند لوگوں نے قوم کی روحانیت کو لوٹ لیا، نتیجہ یہ ہوا کہ بنی نوع انسان نے آج تک کہیں پناہ نہ پائی کہ وہ امن کی زندگی بسر کر سکے۔ کون قوم ہے جو سیاسی طور پر سربلند ہو کر سلاطین کے ہاتھ میں کٹھ پتلی نہ بن گئی اوروں پر ظلم تو ڈھاتا ہی تھا، اپنی ہی قوم میں ملک اور طبقات پیدا ہو گئے، اوپر کے طبقے نے نچلے طبقے کو جی بھر کر لوٹا اور ان کی زندگی موت سے بدتر کر دی۔

ان تمام اجتماعی اور انفرادی کمزوریوں کو رفع کر کے انسانی سوسائٹی کو بدمعاشوں اور لٹیروں کے گروہ کی بجائے پُرامن اور پاکباز لوگوں کی مجلس بنانے کے لئے اسلام نے ہمیں نماز کا نسخہ بتایا ہے تاکہ ہم روحانی ورزش اور محنت سے پہلے اپنی فطرت کو سعید بنائیں اور نیک لوگوں کو منظم کر کے نیکی کے نظام کو دنیا میں استوار کریں، اپنا عمل اور اپنی ذات، اپنے خاندان، اپنی قوم، اپنے ملک کی بھلائی تک محدود رکھنا چھوڑ دیں، بلکہ سعی و عمل کی بنیادیں خدا کی خوشنودی پر رکھیں تاکہ انسان کی انفرادیت فنا ہو کر اقتدار، دولت، شہرت اور عیش کی ساری آرزوئیں دل سے مٹ جائیں۔

عزیز وعبادت کے بغیر دل ویرانہ ہو جاتا ہے، سعی وعمل کی امنگیں جوانی کے دنوں میں اٹھتی ہیں مگر باد صرصر کا طوفان بن کر۔ اقتدار، دولت، شہرت اور عیش کے تقاضوں میں نیکی زندگی کا تصور ملیامیٹ ہو جاتا اور

انسان شیطان کے ہاتھ میں ناانصافی اور ظلم کا آلۂ کار بن جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنی ہمت سے معرکے سر کئے ہیں۔ حالانکہ (اقتدار، دولت، شہرت اور عیش چندروزہ زندگی کی تباہ کن مصروفیتوں کے سوا کچھ نہیں) سیاسی سربلندی وہی مطلوب ہے، جس کا نتیجہ مساوات، انصاف، محبت اور خدمت ہو۔

نمازیں دنیا کی عبادات میں غرور شکن ہیں، وہ خدا سے تعلق پیدا کرنے کا کیمیاوی نسخہ ہیں۔ اس کے متواتر استعمال سے دل سے خدمت لینے کا جذبہ نکل جاتا ہے، خدمت کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے، مسلمان کسی قوم، ملک یا باشندے کا نام نہیں، وہ اللہ والوں کی جماعت ہے، جس کا نام اللہ کی عبادت اور عوام کی خدمت میں جان لڑا دینا ہے۔

کافر خدا کی عبادت کو کار بے کاراں کہے مگر سچا مسلمان ایسا نہیں سمجھتا، تمام زمانے کے نیکوں نے خدا سے لو لگانے کو شخصی اطمینان اور اجتماعی بھلائی کے لئے ضروری قرار دیا۔ جتنا اللہ سے تعلق بڑھے گا اتنا ہی طبیعت میں خدمت خلق کا جوش اور رات دن کام کرنے کی خواہش بڑھے گی، وہ عبادات جو عمل سے عاری کردیں، ان میں دکھاوے اور دنیا فریبی کا عنصر ہوتا ہے ورنہ نمازیں حسن عمل پر آمادہ کرنے کا تیر بہدف نسخہ ہیں۔ نمازیں اللہ کی اطاعت کا اقرار اور قرآنی احکامات کی تعمیل کا وعدہ ہیں، اگر نمازیں پڑھ کر دل خودغرضیوں، شہرت پسندیوں، اقتدار اور دولت طلبیوں سے رُک نہ جائے اور انسان کی انسانیت کے بلند کرنے کے لئے بے قرار نہ ہوجائے تو جانو تم نے نمازیں نہیں پڑھیں۔

اس وقت اسلامی دنیا پر غیر مسلم چھائے ہوئے ہیں، مسلمان نوجوان کو سمجھایا یہ جارہا ہے کہ نمازیں بے کار ہیں، ان سے سربلندی پیدا نہیں ہوسکتی، نمازوں میں مصروف جماعت پر اگر چند ڈاکو قابو پالیں تو یہ پکار کر کیوں کہا جائے کہ صاحبو! تمہاری نمازیں بے کار ہیں ہاں یہ کہنا چاہئے کہ نمازیں پڑھنے والے لوگو! ہمیشہ ہتھیار بند رہو، خطرے کے وقت آدھے نماز پڑھو اور آدھے پہرہ دو، یہ نہ کہو کہ نمازیں ہی چھوڑ دو۔

(''دین اسلام'' سے ایک اقتباس از چوہدری افضل حق)

(جاری ہے)

جنت میں گھر بنانے کا سنہری موقع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا، اگرچہ (وہ حصہ) چھوٹے پرندے کے گھونسلے کے برابر ہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بدلے جنت میں گھر بنائیں گے۔'' (الحدیث)

جامع مسجد ختم نبوت ہرنولی ضلع میانوالی

ہرنولی مین روڈ پر نئی آبادی میں جامع مسجد ختم نبوت کے لئے دو کنال رقبہ سات لاکھ پچاس ہزار روپے میں خریدا گیا، یہ رقم ابھی واجب الادا ہے، لہٰذا اہل اسلام سے اپیل ہے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کار خیر میں خود بھی حصہ ڈالیں اور دوسرے احباب کو بھی متوجہ کریں

اکاؤنٹ نمبر HBL 02667100143103

برائے رابطہ: قاری سیف اللہ خالد بن مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع میانوالی

مہتمم جامعہ حنفیہ اشرف العلوم رجسٹرڈ عیدگاہ ہرنولی، ضلع میانوالی

0300-6084340, 0336-6084440

مساجد سے محبت کیجئے!

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وان المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدا۔" (الجن:۱۸)

ترجمہ: "یہ مسجدیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں نہ تم پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو۔"

مساجد ان جگہوں کو کہا جاتا ہے، جہاں انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے۔ مساجد بیت اللہ شریف کی شاخیں ہیں۔ قیامت کے دن تمام مساجد کو بیت اللہ شریف کے ساتھ ملا کر جنت کا حصہ بنادیا جائے گا۔ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہوتا ہے اس پر خرچ کرنا، اسے پاک صاف رکھنا، اس میں عبادت کرنا اور اس سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی دلیل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"انما یعمر مساجد اللّٰہ من آمن باللّٰہ" (التوبہ:۱۸)

ترجمہ: "بے شک وہی آباد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی مسجدیں جو اللہ پر یقین رکھتا ہے۔"

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسجد سے الفت رکھے اللہ تعالیٰ اس سے الفت رکھتے ہیں۔ (جامع الصغیر)

انسانی فطرت ہے کہ اسے جس جگہ سے محبت ہو اس کا دل چاہتا ہے کہ اس کا زیادہ وقت وہاں گزرے، مومن مسجد میں آ کر اس طرح پُرسکون ہو جاتا ہے جیسے بچہ ماں کی گود میں آ کر پُرسکون ہو جاتا ہے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "المومن فی المسجد کالسمک فی الماء"... مومن مسجد میں ایسے ہی ہے جیسے مچھلی پانی میں... اردو زبان میں ماہی بے آب کا فقرہ کثرت سے استعمال ہوتا ہے، مچھلی پانی سے جدا ہو کر جس طرح تڑپتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے جبکہ مچھلی ساری عمر پانی میں رہے تب بھی اس کا دل نہ بھرے۔ یہی حال مومن کا ہوتا ہے کہ وہ مسجد میں رہ کر پُرسکون ہوتا ہے اور مسجد سے جدا ہو کر مضطرب ہوتا ہے۔ مومن باوضو ہو کر مسجد کی طرف چلتا ہے تو اس کا دل اس طرح خوش ہوتا ہے جس طرح دولہا اپنی بارات کے ساتھ خوش دلی سے چلتا ہے، دولہا کو اپنی زوجہ سے جسمانی ملاپ نصیب ہونے پر خوشی ہوتی ہے جبکہ مومن کو مسجد میں نماز ادا کر کے اپنے پروردگار سے روحانی ملاپ ہونے پر خوشی ہوتی ہے۔

اسی لئے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ارحنی یا بلال"... اے بلال! ہمیں راحت دو... اور نماز کے متعلق فرمایا کرتے: "قرۃ عینی فی الصلوۃ"... میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے...

دنیاداری کا نفسانی تعلق رکھنے والے عشاق کے لئے محبوب کی گلی سے گزرنا، اس کے مکان کی طرف دیکھنا اور اس کے مکان کے گرد چکر لگانا باعث طمانیت ہوتا ہے، مومن بھی مسجد کی طرف چلنا اور مسجد میں وقت گزارنے کو دلی سکون کا باعث محسوس کرتے ہیں۔

سنا ہے مجنوں نے لیلیٰ کی محبت میں یہ اشعار کہے:

اطوف علی الجدار دیار لیلیٰ
اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا
وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیار

یعنی: "میں لیلیٰ کے گھر کی دیواروں کا طواف کرتا ہوں، کبھی اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں کبھی اس دیوار کو، اور دراصل ان گھروں کی محبت میرے دل پر نہیں چھائی بلکہ اس مکین کی محبت ہے جو اس مکان میں رہتا ہے۔"

نبی علیہ السلام نے اندھیرے میں چل کر مسجد میں جانے والوں کو خوشخبری بھی سنائی:

"حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے دن کے کامل نور کی خوشخبری دے دو۔" (ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہوں گے، ان میں سے ایک وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا ہوگا۔ اٹکا ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ مسجد سے متعلق امور کے بارے میں فکر مند رہتا ہو اور اس کا بیشتر وقت یا تو مسجد

کے اندر گزرتا ہو یا مسجد سے متعلقہ کاموں میں گزرتا ہو۔

ایک حدیث پاک میں وارد ہے کہ مشقت کے وقت وضو کرنا اور مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں (مسجد میں) بیٹھے رہنا گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ (جامع الصغیر)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص کو مسجد کا عادی دیکھو تو اس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دو۔

ایک حدیث میں ہے کہ مسجدیں جنت کے باغ ہیں۔ (جامع الصغیر)

ایک حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے پوچھیں گے کہ آپ کے پڑوسی کون ہیں؟ ارشاد ہوگا کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب آسمان سے کوئی بلا نازل ہوتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹالی جاتی ہے۔ (جامع الصغیر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اور گھر آنے والے کا اکرام ہوتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ پر ان کا اکرام ضروری ہے جو مسجدوں میں حاضر ہونے والے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں کسی جگہ عذاب بھیجنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر وہاں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے واسطے آپس میں محبت کرتے ہیں، اخیر راتوں میں استغفار کرتے ہیں تو عذاب کو موقوف کر دیتا ہوں۔ (درمنثور)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا:

"اکثر اوقات مسجد میں گزارا کرو، میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے کہ مسجد متقی کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا عہد فرمالیا ہے کہ جو شخص اکثر اوقات مسجد میں رہتا ہے، اس پر رحمت کروں گا، اس کو راحت دوں گا، قیامت میں پل صراط کا راستہ آسان کروں گا اور اپنی رضا نصیب کروں گا۔"

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ روز محشر نمازی لوگ پل صراط سے اپنی مسجدوں میں اس طرح سوار ہو کر گزریں گے جس طرح دنیا میں لوگ بحری جہازوں پر سوار ہو کر سمندروں میں سے گزر جاتے ہیں۔

ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے محبوب! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔ اس بات کو بتانے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے اتنا قریب بلایا کہ مجھے اتنا قرب پہلے کبھی نصیب نہیں ہوا۔

مشائخ عظام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو اسے مسجد کا منتظم بنا دیتے ہیں پس وہ ہر وقت مسجد کی خدمت میں اور اس کے کاموں کو سمیٹنے میں مشغول رہتا ہے۔

آج کل کے متولی حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ مسجد کے کام کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کریں، نام ونمود اور مخلوق کی واہ واہ پر نظر نہ ڈالیں۔ یہ طمع دل میں نہ رکھیں کہ لوگ ہماری تعریف کریں گے مسجد کے ائمہ وخطبا کا اکرام کریں انہیں اپنی رعایا نہ سمجھیں، ہر وقت اللہ تعالیٰ کے احسان مند رہیں کہ اس نے اپنے گھر کی خدمت کے لئے چن لیا ہے:

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی
منت ازو شناس کہ بخدمت گزاشتت

ترجمہ: "اے مخاطب! تو احسان نہ جتلا کہ بادشاہ کی خدمت کررہا ہے (اس کی خدمت کرنے والے لاکھوں ہیں) یہ بادشاہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں خدمت کے لئے قبول کرلیا ہے۔"

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک مسجد کے متوالی کا حساب ہو رہا ہے، متولی سخت پریشانی کے عالم میں ہے، اتنے میں ایک مسجد کو سامنے پیش کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ شخص ہر وقت اس مسجد کی خدمت میں لگا رہتا تھا، فرشتوں نے مسجد کی مٹی سے مٹھی بھر بھر کے میزان میں ڈالنی شروع کی، ہر مٹھی مٹی میزان میں جا کر اُحد پہاڑ کے مانند بن جاتی۔ دیکھتے ہی دیکھتے متولی کی نیکیوں کا پلڑا جھک گیا اور

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

اسے جنت میں بھیج دیا گیا۔

علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص مسجد میں جھاڑو دیتا ہے تو اڑنے والے گرد وغبار کا ایک ایک ذرہ جنتی حور کا حق مہر بن جاتا ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ جس نوجوان کی شادی میں رکاوٹ ہو اگر وہ مسجد میں جھاڑو دے اور خدمت کرے تو اس خدمت کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو خادمہ عطا فرما دیتے ہیں۔

مسجد میں بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرنا حرام ہے، نیکیاں برباد گناہ لازم والا معاملہ ہے۔ حضرت سعید بن مسیبؒ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں بیٹھے وہ اپنے رب کے ساتھ ہم نشینی کرتا ہے، اس کے حق میں یہی مناسب ہے کہ خیر کے علاوہ اور کوئی بات نہ کہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانے میں میری امت میں سے کچھ لوگ آئیں گے اور مسجدوں میں آکر حلقہ بنا کر بیٹھیں گے، ان کا ذکر دنیا اور دنیا کی محبت ہوگی، تم ان کے پاس مت بیٹھنا کہ اللہ تعالیٰ کو ان سے کچھ مطلب نہیں۔

جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے یا اعتکاف کی نیت سے بیٹھے تو ہر سانس پر دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ قرآن پاک کی آیت کے مطابق جو شخص اذان سے پہلے نماز باجماعت کے لئے مسجد میں آجائے وہ سابق الخیرات (نیکیوں میں جلدی کرنے والا) میں سے ہے، جو اذان سن کر مسجد میں آجائے وہ (معتدل) لوگوں میں سے ہے، جو اذان کی آواز سن کر بھی مسجد میں نہ آئے وہ ”ظالم لنفسہ“...اپنے آپ پر ظلم کرنے والے...لوگوں میں سے ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ: ”من الف المسجد الف اللہ تعالیٰ“ (طبرانی)...جو شخص مسجد سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں....

علامہ زمخشریؒ حج بیت اللہ کے لئے گئے تو مسجد حرام میں ڈیرے لگا لئے، جب دیکھو مسجد میں موجود، جب دیکھو مسجد میں موجود، لوگوں نے ان کا نام جاراللہ (اللہ کا پڑوسی) رکھ دیا۔ محمد بن سیرینؒ کی بہن حفصہ بنت سیرین نے گھر میں مسجد (نماز پڑھنے کی خاص جگہ) بنائی ہوئی تھی، انہوں نے زندگی کے ۳۵ سال اس حال میں گزارے کہ قضائے حاجت کے لئے مسجد سے باہر نکلتیں اور بقیہ وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں گزار دیتیں۔

حدیث پاک میں ہے: ”من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ“... جو اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔...

☆☆..........☆☆

تعصب چھوڑنا، سچ بولنا، وعدہ وفا کرنا

وہ شے کیا ہے اگر مل گئی تو مل گیا سب کچھ
وہ شے ہے ہر ضرورت کے لئے فوراً دعا کرنا

دعا میں دیر کی امید غیراللہ سے باندھی
یہ اشراک تصرف میں ہے دل کو مبتلا کرنا

عمل وہ کون سا ہے جو سب سے بڑھ کر ہے پسندیدہ
عمل وہ ہے نمازیں وقت پر پیہم ادا کرنا

وہ زیور کون سا زیور ہے جو ہے آنکھوں کی آرائش
جو آرائش ہے آنکھوں کی وہ زیور ہے حیا کرنا

وہ تین اوصاف یہ ہیں جن سے اپنا وزن بڑھتا ہے
تعصب چھوڑنا، سچ بولنا، وعدہ وفا کرنا

ثبوت ”لن تنالوا البر حتی تنفقوا“ یہ ہے
طبائع پر بہت دشوار ہے جود و سخا کرنا

علامت جنتی ہونے کی ہے یہ بھی مسلماں کے
خدا کے خوف سے تنہائی میں آہ و بکا کرنا

تمامی عاقبت اندیشیوں میں سب سے اعلیٰ ہے
جوانی میں مہیا دولت صدق و صفا کرنا

دعائے صوفی ناچیز ہے اس نظم کے حق میں
موثر میرے ان شعروں کو اے میرے خدا کرنا

سید عبدالرب صوفی

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

رفع مسیح علیہ السلام .. آثار وقرائن کے آئینہ میں!

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پاکر مدفون ہوچکے اور دلیل یہ ہے کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے۔ (ازالۃ الاوہام، ص:۴۷، ج:۱، تقطیع خورد روحانی خزائن، ص:۱۲۶، ج:۳)

جواب: یہ ہے کہ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر کے ساتھ لیلۃ المعراج میں جانا اور پھر وہاں سے واپس آنا حق ہے۔اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نازل ہونا بھی بلاشبہ حق اور ثابت ہے جس طرح آدم علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف ہبوط ممکن ہے۔اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے زمین کی طرف نزول بھی ممکن ہے:''ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل آدم ''جعفر بن ابی طالب کا فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑنا صحیح اور قوی حدیثوں سے ثابت ہے،اسی وجہ سے ان کو جعفر طیار کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

''اخرج الطبرانی باسناد حسن عن عبداللّٰہ بن جعفر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ھنیئاء لک ابوک یطیر مع الملائکۃ فی السماء۔''

(وکذافی فتح الباری ص:۶۲، ج:۷، زرقانی شرح مواہب، ص:۲۷۵، ج:۲)

ترجمہ: ''امام طبرانی نے باسناد حسن عبداللہ بیٹے جعفر (کے) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک بار یہ ارشاد فرمایا کہ: اے جعفر کے بیٹے! عبداللہ تجھ کو مبارک ہو، تیرا باپ فرشتوں کے ساتھ آسمانوں میں اڑتا پھرتا ہے (اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جعفرؓ جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے) ان ہاتھوں کے عوض میں جو غزوۂ موتہ میں کٹ گئے تھے،اللہ تعالیٰ نے ان کو ملائکہ کی طرح دو بازو عطا فرمادیئے ہیں اور اس روایت کی سند نہایت جید اور عمدہ ہے۔''

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس بارے میں ایک شعر ہے:

وجعفر الذی یضحی ویمسی
یطیر مع الملائکۃ ابن امی

ترجمہ: ''وہ جعفر کہ جو صبح وشام فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے، وہ میری ماں کا بیٹا ہے۔''

اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غزوہ بیر معونہ میں شہید ہونا اور ان کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا روایات میں مذکور ہے جیسا کہ حافظ عسقلانی نے اصابہ میں اور حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور علامہ زرقانی نے شرح مواہب ص:۷۸، ج:۲ میں ذکر کیا ہے۔جبار بن سلمی جو عامر بن فہیرہ کے قاتل تھے وہ اسی واقعہ کو دیکھ کر ضحاک بن سفیان کلابی کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف باسلام ہوئے اور یہ کہا:

''دعانی الی الاسلام ما رایت من مقتل عامر بن فهیرة ورفعه الی السماء۔''

ترجمہ: ''عامر بن فہیرہ کا شہید ہونا اور ان کا آسمان پر اٹھایا جانا میرے اسلام لانے کا باعث بنا۔''

ضحاک نے یہ تمام واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لکھ کر بھیجا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''فان الملائکۃ وارت جثه وانزل فی علیین۔''

ترجمہ: ''فرشتوں نے اس کے جثہ کو چھپالیا اور وہ علیین میں اتارے گئے۔''

ضحاک ابن سفیان کے اس تمام واقعہ کو امام بیہقی اور ابونعیم اصفہانی دونوں نے اپنی اپنی دلائل النبوۃ میں بیان کیا۔ (شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور، للعلامۃ السیوطی، ص:۱۷۴)

اور حافظ عسقلانی نے اصابہ میں جبار بن سلمی کے تذکرہ میں اس واقعہ کی طرف اجمالاً اشارہ فرمایا ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطیؒ شرح الصدور میں فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہؓ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے واقعہ کو ابن سعد اور حاکم اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی روایت کیا ہے۔ غرض یہ کہ یہ واقعہ متعدد اسانید اور مختلف روایات سے ثابت اور محقق ہے۔

واقعہ رجیع میں جب قریش نے خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو خبیبؓ کی نعش اتار لانے کے

لئے روانہ فرمایا۔ عمرو بن امیہ وہاں پہنچے اور خبیبؓ کی نعش کو اتارا دفعتاً ایک دھماکا سنائی دیا، پیچھے مڑ کر دیکھا اتنی دیر میں نعش غائب ہوگئی۔ عمرو بن امیہ فرماتے ہیں گویا زمین نے ان کو نگل لیا، اب تک اس کا کوئی نشان نہیں ملا، اس روایت کو امام ابن حنبلؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (زرقانی شرح مواہب، ص:۷۳، ج:۲)

شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ (خبیبؓ) کو زمین نے نگلا اسی وجہ سے ان کا لقب بلیع الارض ہوگیا اور ابونعیم اصفہانی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عامر بن فہیرہ کی طرح خبیب کو بھی فرشتے آسمان پر اٹھالے گئے۔ ابونعیم کہتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے عامر بن فہیرہؓ اور خبیب بن عدیؓ اور علاء بن حضرمیؓ کو آسمان پر اٹھایا......

علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اولیاء کا الہام وکرامت انبیاء کرام کی وحی اور معجزات کی وراثت ہے۔

ترجمہ: ”شیخ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عامر بن فہیرہ اور خبیب رضی اللہ عنہما کے واقعہ رفع الی السماء کی وہ واقعہ بھی تائید کرتا ہے جس کو نسائی اور بیہقی اور طبرانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوہ احد میں حضرت طلحہؓ کی انگلیاں زخمی ہوگئیں تو اس تکلیف کی حالت میں زبان سے ”حس“ یہ لفظ نکلا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو بجائے ”حس“ کے بسم اللہ کہتا تو لوگ دیکھتے ہوئے ہوتے اور فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے، یہاں تک کہ تجھ کو آسمان میں لے کر گھس جاتے۔ ابن ابی الدنیا نے ذکر الموتیٰ میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ جو پہاڑ میں رہتا تھا، جب قحط ہوتا تو لوگ اس سے بارش کی دعا کراتے وہ دعا کرتا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کی برکت سے باران رحمت نازل فرماتا۔ اس عابد کا انتقال ہوگیا، لوگ اس کی تجہیز وتکفین میں مشغول تھے اچانک ایک تخت آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا، یہاں تک کہ اس عابد کے قریب آکر رکھا گیا، ایک شخص نے کھڑے ہوکر اس عابد کو اس تخت پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ تخت اوپر اٹھتا گیا، لوگ دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہوگیا۔“ (شرح الصدور، ۱۷۳)

”اور حضرت ہارون علیہ السلام کے جنازہ کا آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے آسمان سے زمین پر اتر آنا، مستدرک حاکم میں مفصل مذکور ہے۔“ (مستدرک، ص:۵۷۹، ج:۲)

• مقصد ان واقعات کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ منکرین اور ملحدین خوب سمجھ لیں کہ حق جل شانہ نے اپنے محبین اور مخلصین کی اس خاص طریقہ سے بارہا تائید فرمائی کہ ان کو صحیح وسالم فرشتوں سے آسمانوں پر اٹھوالیا اور دشمن دیکھتے ہی رہ گئے، تاکہ اس کی قدرت کاملہ کا ایک نشان اور کرشمہ ظاہر ہو اور اس کے نیک بندوں کی کرامت اور منکرین معجزات وکرامات کی رسوائی وذلت آشکارا ہو اور اس قسم کے خوارق کا ظہور مومنین اور مصدقین کے لئے موجب طمانیت اور مکذبین کے لئے اتمام حجت کا کام دے۔

ان واقعات سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہوگیا کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ قانون قدرت کے خلاف ہے نہ سنت اللہ کے متصادم ہے بلکہ ایسی حالت میں سنت اللہ یہی ہے کہ اپنے خاص بندوں کو آسمان پر اٹھالیا جائے تاکہ اس ملیک مقتدر کی قدرت کا کرشمہ ظاہر ہو اور لوگوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ حق تعالیٰ کی اپنے خاص الخاص بندوں کے ساتھ یہی سنت ہے کہ ایسے وقت میں ان کو آسمان پر اٹھالیتا ہے۔ غرض یہ کہ کسی جسم عنصری کا آسمان پر اٹھایا جانا قطعاً محال نہیں بلکہ ممکن اور واقع ہے اور اسی طرح کسی جسم عنصری کا بغیر کھائے اور پیئے زندگی بسر کرنا بھی محال نہیں۔ اصحاب کہف کا تین سو سال تک بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا قرآن کریم میں مذکور ہے: ”ولبثوا فی کھفھم ثلث مائۃ سنین وزدادو تسعا“ اس سے مرزا صاحب کا یہ وسوسہ بھی زائل ہوگیا کہ جو شخص اسی یا نوے سال کو پہنچ جاتا ہے وہ محض نادان ہوجاتا ہے: ”کما قال تعالیٰ ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیأ“ اس لئے کہ ارذل العمر کی تفسیر میں اسی یا نوے سال کی قید مرزا صاحب نے اپنی طرف سے لگائی ہے، قرآن وحدیث میں کہیں قید نہیں۔ اصحاب کہف تین سو سال تک کہیں نادان نہیں ہوگئے، اور علیٰ ہذا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام صدہا سال زندہ رہے اور ظاہر ہے کہ نبی کے علم اور عقل کا زائل ہونا ناممکن اور محال ہے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو شدید قحط ہوگا اور اہل ایمان کو کھانا میسر نہ آئے گا۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس وقت اہل ایمان کا کیا حال ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یجزئھم مایجزی السماء من التسبیح والتقدیس“ یعنی اس وقت اہل ایمان کو فرشتوں کی طرح تسبیح وتقدیس ہی غذا کا کام دے گی۔

اور حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن کا صوم وصال رکھتے اور یہ فرماتے: ”ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی“ ... تم میں کون شخص میری مثل ہے کہ جو صوم وصال میں میری برابری کرے؟ میرا پروردگار مجھے غیب سے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، یہ غیبی طعام میری غذا ہے... معلوم ہوا کہ طعام وشراب عام ہے، خواہ حسی ہو یا غیبی ہو۔

لہٰذا:"وما جعلنٰھم جسداً لا یاکلون الطعام" سے یہ استدلال کرنا کہ جسم عنصری کا بغیر طعام وشراب کے زندہ رہنا ناممکن ہے غلط ہے۔ اس لئے کہ طعام وشراب عام ہے کہ خواہ حسی ہو یا معنوی۔ حضرت آدم علیہ السلام اکل شجرہ سے پہلے جنت میں ملائکہ کی طرح زندگی بسر فرماتے تھے۔ تسبیح وتہلیل ہی ان کا ذکر تھا، پس کیا حضرت مسیح جو کہ نفخ جبرئیل پیدا ہونے کی وجہ سے جبرئیل امین کی طرح تسبیح وتہلیل سے زندگی بسر نہیں فرماسکتے؟ "کما قال تعالیٰ ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم" کیا اصحاب کہف کا تین سو نو سال تک بغیر کھائے اور پئے زندہ رہنا اور حضرت یونس علیہ السلام کا شکم ماہی میں بغیر کھائے پئے زندہ رہنا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور نہیں؟ اور حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الیٰ یوم یبعثون" اس پر صاف دلالت کرتا ہے کہ یونس علیہ السلام اگر مسبحین میں سے نہ ہوتے تو اسی طرح قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ٹھہرے رہتے اور بغیر کھائے اور پئے زندہ رہتے۔

رہا ملحدین کا یہ سوال کہ زمین سے لے کر آسمان تک کی طویل مسافت کا چند لمحوں میں طے کرلینا کیسے ممکن ہے؟

سو جواب یہ ہے کہ حکمائے جدید لکھتے ہیں کہ: نور ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کی مسافت طے کرتا ہے۔ بجلی ایک منٹ میں پانچ سو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے اور بعض ستارے ایک ساعت میں آٹھ لاکھ اسی ہزار میل حرکت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسان جس وقت نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو حرکت شعاعی اس قدر سریع ہوتی ہے کہ ایک ہی آن میں آسمان تک پہنچ جاتی ہے، اگر یہ آسمان حائل نہ ہوتا تو اور دور تک وصول ممکن تھا۔ نیز جس وقت آفتاب طلوع کرتا ہے تو نور شمس ایک ہی آن میں تمام کرۂ ارضی پر پھیل جاتا ہے حالانکہ سطح ارضی ۲۰۳۶۳۶۳۶ فرسخ ہے، جیسا کہ سبع شداد میں ص:۴۰ پر مذکورہ ہے اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے، لہٰذا مجموعہ ۶۱۰۹۰۹۰۸ کروڑ میل ہوا۔ حکمائے قدیم کہتے ہیں کہ جتنی دیر میں جرم شمس بتمامہ طلوع کرتا ہے اتنی دیر میں فلک اعظم کی حرکت ۵۱۹۶۰۰ لاکھ فرسخ ہوتی ہے اور ہر فرسخ چونکہ تین میل کا ہوتا ہے، لہٰذا مجموعہ مسافت ۱۵۵۸۸۰۰ لاکھ میل ہوئی۔ نیز شیاطین اور جنات کا شرق سے لے کر غرب تک آن واحد میں اس قدر طویل مسافت کا طے کرلینا ممکن ہے تو کیا خداوند عالم اور قادر مطلق کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی خاص بندے کو چند لمحوں میں اس قدر طویل مسافت طے کرادے۔ آصف بن برخیا کا مہینوں کی مسافت سے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پلک جھپکنے سے پہلے پہلے حاضر کردینا قرآن کریم میں مصرح ہے:

"کما قال تعالیٰ وقال الذی عندہ علم من الکتب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک فلما راٰہ مستقراً عندہ قال ھذا من فضل ربی۔"

اسی طرح سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کا مسخر ہونا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے کہ وہ ہوا سلیمان علیہ السلام کے تخت کو جہاں چاہے اڑا کر لے جاتی اور مہینوں مسافت گھنٹوں میں طے کرتی: "کما قال تعالیٰ وسخرنا لہ الریح تجری بامرہ۔" آج کل کے ملحدین فی گھنٹہ تین سو میل کی مسافت طے کرنے والے ہوائی جہاز پر تو ایمان لے آئے ہیں مگر نہ معلوم سلیمان علیہ السلام کے تخت پر بھی ایمان لاتے ہیں یا نہیں؟ ہوائی جہاز بندہ کی بنائی ہوئی مشین سے اڑتا ہے اور سلیمان کے تخت کو ہوا بحکم خداوندی اڑا کر لے جاتی تھی کہ بندہ کے عمل اور صنعت کو اس میں دخل نہ تھا، اس لئے وہ معجزہ تھا اور ہوائی جہاز معجزہ نہیں۔

مرزاصاحب لکھتے ہیں کہ:

"کسی جسد عنصری کا آسمان پر جانا سراسر محال ہے، اس لئے کہ ایک جسم عنصری طبقہ ناریہ اور کرہ زمہریریہ سے کس طرح صحیح وسالم گزر سکتا ہے؟" (مرزا صاحب ازالۃ الاوہام، ص:۴۷، ج:۱، روحانی خزائن، ص:۱۲۶، ج:۳)

جواب یہ ہے کہ جس طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا لیلۃ المعراج میں اور ملائکۃ اللہ کا لیل ونہار طبقہ ناریہ اور کرۂ زمہریریہ سے مرور وعبور ممکن ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی عبور ومرور ممکن ہے اور جس راہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط اور نزول ہوا ہے، اسی طرح اس راہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہبوط ونزول بھی ممکن ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا قرآن کریم میں صراحتاً مذکور ہے:

ترجمہ: "پس اس مائدہ کا نزول بھی طبقہ ناریہ میں ہوکر ہوا ہے۔ مرزا صاحب کے زعم فاسد اور خیال باطل کی بنا پر اگر وہ نازل ہوا ہوگا تو طبقہ ناریہ کی حرارت اور گرمی سے جل کر خاکستر ہوگیا ہوگا۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات یہ سب شیاطین الانس کے وسوسے ہیں اور انبیاء ومرسلین کے آیات نبوت اور کرامات رسالت پر ایمان نہ لانے کے بہانے ہیں۔ کیا خداوند ذوالجلال عیسیٰ علیہ السلام کے لئے طبقہ ناریہ کو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرح برد اور سلام نہیں بناسکتا۔"

جب کہ اس کی شان یہ ہے: "انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔" فسبحان ذی الملک والملکوت والعزۃ والجبروت امنت باللہ وکفرت بالطاغوت۔" ☆☆

موجودہ دور میں اہلِ علم کیلئے لائحہ عمل

حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

مرسلہ: مفتی محمد راشد ڈسکوی

بوریا نشین فقیروں کا خزانہ:

اور سچ پوچھئے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں وہ لذت، وہ سرور اور وہ اطمینان قلب رکھا ہوا ہے کہ بے چارے بادشاہوں کو اس کی ہوا بھی نہیں، کہاں بوریا نشین فقیروں کے پاس سکونِ قلب کی کتنی بڑی دولت ہے، ان کا حال تو وہی ہے جو قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے:

"وَاِنَّ جَھَنَّمَ لَمُحِیْطَۃٌ بِالْکٰفِرِیْنَ."

(التوبہ:۴۹)

ترجمہ: "اور بے شک جہنم محیط ہے کافروں کو۔"

آخرت میں تو جہنم ان کو گھیرے ہوئے ہوگی ہی، یہ دنیا بھی ان کے لئے سراپا جہنم بن کر رہ جائے گی۔

آخرت کی جاودانی زندگی کا حصول:

تو اللہ جل شانہ نے تبلیغی جماعت کے ذریعے ہدایت کا سامان پیدا کردیا ہے، اور آپ کے لئے اپنی اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کی صورت پیدا کردی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائیں کہ ہم اس پر گامزن ہو جائیں، تاکہ ہماری زندگی درست ہو جائے، ہماری ساری زندگی آخرت کے لئے بن جائے، اور ہمیں آخرت کی جاودانی زندگی نصیب ہو جائے۔"

حضرت بنوری رحمہ اللہ کا گراں قدر مضمون مکمل ہوا، اب اسی مضمون پر مزید دیگر اکابرین امت کے ملفوظات ذیل میں ذکر کئے جائیں گے۔

تبلیغی جماعت کے ساتھ اہلِ علم طبقہ کی شمولیت کی اہمیت:

"آپ (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ) نے اپنے نزدیک اس کا فیصلہ کرلیا تھا کہ جب تک اہلِ علم اس کام کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اور اس کی سرپرستی نہ کریں گے اس وقت تک اس اجنبی

> پورا ملک آتش فشاں کی مُہیب لہروں کی لپیٹ میں ہے، جس پر توبہ، استغفار، تضرع وابتہال اور دعوت الی اللہ کے ذریعے آج تو قابو پایا جاسکتا ہے، مگر کچھ دن بعد یہ تدبیر بھی کارگر نہیں ہوگی اور پھر خدا ہی جانتا ہے کہ کیا حالات ہوں گے؟

دعوت اور اس نازک کام اور لطیف کام کی طرف سے (جس میں بڑی دقیق رعایتیں اور نزاکتیں مطلوب ہیں) اطمینان نہیں کیا جاسکتا، آپ کو اس کی بڑی آرزو تھی کہ "اہل" اشخاص اس کام کی طرف توجہ کریں اور اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو اس کام کے فروغ میں لگائیں، جس سے اسلام کے درخت کی جڑ شاداب ہوگی پھر اس سے اس کی تمام شاخیں اور پتیاں سرسبز ہو جائیں گی۔"

اہلِ علم کے لئے طرزِ محنت:

اس سلسلہ میں آپ علماء سے صرف وعظ و تقریر ہی کے ذریعے اعانت نہیں چاہتے تھے بلکہ آپ کی خواہش اور آپ کا مطالبہ علماء عصر سے سلفِ اوّل کے طرز پر اشاعتِ دین کے لئے عملی جدوجہد اور در بدر پھرنے کا تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

"عرصہ سے میرا اپنا خیال ہے کہ جب تک علمی طبقہ کے حضرات اشاعتِ دین کے لئے خود جاکر عوام کے دروازوں کو نہ کھٹکھٹائیں اور عوام کی طرح یہ بھی گاؤں گاؤں اور شہر شہر اس کام کے لئے گشت نہ کریں اس وقت تک یہ کام درجہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ عوام پر جو اثر اہلِ علم کے عمل و حرکت سے ہوگا وہ ان کی دھواں دھار تقریروں سے نہیں ہوسکتا، اَسلاف کی زندگی سے بھی یہی نمایاں ہے جو کہ آپ حضرات اہلِ علم پر بخوبی روشن ہے۔"

طلباءِ کرام کے تبلیغ میں اشتغال کی حیثیت:

درس و تدریس سے تعلق رکھنے والے بعض بزرگوں کو شبہ تھا کہ تبلیغ و اصلاح کی اس کوشش میں مدرسین اور طلباء مدارس کا اشتغال، ان کے علمی مشاغل اور علمی ترقی میں حارج ہوگا، لیکن آپ جس طرح اور جس منہاج پر علماء مدارس اور طلباء سے یہ کام لینا چاہتے تھے وہ درحقیقت علماء اور طلبہ کے علوم کی ترقی اور پختگی کا ایک مستقل انتظام تھا، ایک گرامی نامہ میں لکھتے ہیں:

"علم کے فروغ اور ترقی کے بقدر اور علم

ہی کے فروغ اور ترقی کے ماتحت دینِ پاک فروغ اور ترقی پاسکتا ہے، میری تحریک سے علم کو ذرا بھی ٹھیس پہنچے یہ میرے لئے خسرانِ عظیم ہے میرا مطلب تبلیغ سے، علم کی طرف ترقی کرنے والوں کو ذرا بھی روکنا یا نقصان پہنچانا نہیں ہے، بلکہ اس سے بہت زیادہ ترقیات کی ضرورت ہے اور موجودہ مسلمان جہاں تک ترقی کر رہے ہیں یہ بہت ناکافی ہے۔"

طلباء کے لئے زمانہ طالب علمی میں محنت کرنے کا طریقہ:

مولانا چاہتے تھے کہ اس تبلیغی کام ہی کے ضمن میں طلباء اپنے اساتذہ ہی کی نگرانی میں اپنے علوم کے حق ادا کرنے کے لئے نافع ہوں، ایک گرامی نامے میں لکھتے ہیں:

"کاش کہ تعلیم ہی کے زمانہ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اساتذہ کی نگرانی میں مشق ہو جایا کرے تو علوم ہمارے نفع مند ہوں ورنہ افسوس کہ بے کار ہو رہے ہیں، ظلمت اور جہل کا کام دے رہے ہیں، اِنا للہ واِنا الیہ راجعون۔" بہر حال اپنی اس دعوت کو اعلیٰ علمی ودینی حلقوں میں پہنچانے کے لئے آپ نے جماعتوں کا رُخ دینی مرکزوں کی طرف کیا۔"

(مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۱۰۹)

علم میں ترقی کا طریقہ:

علم کی طرف ترقی کے لئے مولانا کے نزدیک دوسری شرط یہ تھی:

"یاد رکھو! کوئی عالم علم میں ترقی نہیں کرسکتا جب تک وہ جو کچھ سیکھ چکا ہے دوسروں تک نہ پہنچائے جو اس سے کم علم رکھتے ہیں اور خصوصاً اُن تک جو کفر کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں، میرا یہ کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ماخوذ ہے: "مَن لا یَرحم لا یُرحم" بر دیگراں پاش کہ حق بر تو پاشد، کفر کی حد تک پہنچے ہوؤں تک علم پہنچانا اصل علم کی تکمیل ہے اور ہمارا فریضہ ہے اور جاہل مسلمانوں تک علم پہنچانا مرض کا علاج ہے۔"

(مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۴۷۳)

صحابہ کرام کا حصولِ علم کے لئے طریقِ کار:

فرمایا: "مدینہ منورہ میں علوم دینیہ کا کوئی مدرسہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو بھی وہ (مدینہ والے) اس کے باقاعدہ طالب علم نہیں بن سکتے تھے اور دین کی ضرورت، مسائل واحکام اور مسائل کے علم سے بے بہرہ نہیں تھے یہ علم ان کے پاس کہاں سے آیا؟ محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت وحضوری پر زیادہ جاننے والوں کے پاس بیٹھنے اور اہل دین کی صحبت و اختلاط اور ان کی حرکات وسکنات کو بغور دیکھنے، سفروں اور جہاد میں رفاقت اور بروقت اور برموقع احکام معلوم کرنے اور دینی ماحول میں رہنے سے، اس میں شبہ نہیں کہ اس درجہ اور معیار کی بات آج حاصل نہیں ہوسکتی، لیکن اس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی کچھ نہ کچھ صورت انہی راستوں سے آج بھی پیدا کی جاسکتی ہے۔"

(مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۱۰۶)

جملہ اہلِ علم کی ذمہ داری:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

"عموماً اہلِ علم کی ساری جماعتوں سے یہ بھی عرض ہے کہ ان متعین اوقات کے علاوہ دوسرے عام اوقات میں اپنی اپنی جگہ خاص و عام میں تبلیغ سے غافل نہ رہیں۔"

(تجدید تعلیم وتبلیغ، ص:۱۹۳)

موجودہ دور کے خوفناک حالات اور ان سے خلاصی کی راہ:

آخر میں حضرت بنوری رحمہ اللہ ہی کے ایک انتہائی اہم مضمون کے ایک پیراگراف پر اس مضمون کا اختتام کرتا ہوں، فرمایا:

"عذاب بصورت نفاق کی تعبیر صوبائی عصبیت، گروہی مفادات کا وہ طوفان ہے جو ملک کے در ودیوار سے ٹکرا رہا ہے، جس میں علماء، صلحاء اور عوام و حکام سب بہے جا رہے ہیں، اور جسے برپا کرنے میں اوپر سے نیچے تک تمام عناصر اپنی پوری قوتیں صرف کر رہے ہیں، پورا ملک آتش فشاں کی مہیب لہروں کی لپیٹ میں ہے، جس پر توبہ، استغفار، تضرع و ابتہال اور دعوت الی اللہ کے ذریعے آج تو قابو پایا جاسکتا ہے، مگر کچھ دن بعد یہ تدبیر بھی کارگر نہیں ہوگی اور پھر خدا ہی جانتا ہے کہ کیا حالات ہوں گے، کون رہے گا، اور کس کی حکومت ہو گی، اور انسان محکوموں کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں اور پوری اُمت کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ صفوۃ البریۃ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔"

(ماخوذ از بصائر وعبر، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کا سبق آموز پیغام، ص:۱۵)

☆☆.........☆☆

اذان

عظیم سرور

۲۱ ویں صدی عیسوی کے ۱۳ ویں سال میں ایک جمعہ کا دن قطب شمالی کی تاریخ میں یادگار ہوگیا کہ اس دن یہاں کے ایک ملک سویڈن کی فضاؤں میں اللہ کی کبریائی کی صدا بلند ہوئی۔ وہ جمعہ کا دن تھا اور اسٹاک ہوم کی مسجد سے بلند ہونے والے الفاظ کا سلسلہ شہر مدینہ سے بلند ہونے والے الفاظ کے ساتھ قائم ہوگیا۔ سویڈن کی ایک مسجد کو جمعہ کے دن اذان دینے کی اجازت مل گئی ہے۔

یورپ کے شہروں میں مسجدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان میں اضافہ بھی ہوتا جا رہا ہے لیکن اکثر ملکوں میں اذان کی صدا بلند کرنے کی اجازت نہیں ہے.... میں جب پہلی بار اپنی بیگم کو لندن لے گیا (کہ یہ میرا پسندیدہ شہر ہے) تو دوسری صبح لندن پر ان کا تبصرہ تھا:

"کیسا بے رونق شہر ہے، یہاں اذان کی آواز ہی نہیں آتی۔"

اس دن میں نے ان سے کہا کہ چلو آج مشرقی لندن چلتے ہیں وہاں بچوں کے کپڑے بہت اچھے مل جاتے ہیں، ہم آل گیٹ ایسٹ پہنچے اور دوپہر کے وقت بازار میں تھے کہ وہاں لاؤڈ اسپیکر پر "اللہ اکبر" کی صدا گونجی۔ آل گیٹ ایسٹ کی مسجد میں ظہر کی اذان ہو رہی تھی۔ میری بیگم کے چہرے پر حیرانی اور خوشگواری کا حسین امتزاج نظر آ رہا تھا، یہ وہ مسجد ہے جب ایسٹ لندن میں قائم ہوئی تو محمد علی جناح اس کے ٹرسٹیوں میں سے تھے۔ یہ انگلینڈ کی دو مساجد میں سے ایک ہے، جن کو اذان کی آواز بلند کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

اس دنیا میں مصروف کار انسانوں کے لئے اذان ایک یاد دہانی ہے، دوپہر کے وقت جب وہ کاروبار زندگی میں الجھا ہوتا ہے تو اذان کہتی ہے کاروبار نہیں اللہ بڑا ہے، یہ دنیا کے جھمیلے نہیں، اللہ بڑا ہے، نیند کی وادی نہیں، اللہ کا دربار بڑا ہے، دنیا کی زندگی چھوٹی ہے اللہ بڑا ہے۔

اسلام آباد میں ایک بار عجیب واقعہ ہوا، ایوان صدر میں ایک قاری کو طلب کیا گیا، ان کو وہاں پہنچانے کی ذمہ داری اسلام آباد ریڈیو کے ڈائریکٹر جناب سعید نقشبندی کو سونپی گئی۔ چنانچہ رات کو وہ ان قاری صاحب کو اطلاع دینے ان کے گھر کے لئے روانہ ہوئے۔ ان قاری صاحب کا مدرسہ اور گھر غالباً F-10 میں تھا، میں اور دو تین دوست اور بھی گاڑی میں تھے، اس زمانے میں F-10 کا علاقہ کم آباد تھا، ہر طرف اندھیرا تھا تقریباً ۴۵ منٹ تک گاڑی مختلف سڑکوں اور گلیوں میں گھومتی رہی۔ نقشبندی صاحب کبھی دن کے وقت یہاں آئے تھے لیکن اب پتہ بھول گئے تھے، بھٹکتے بھٹکتے جب کافی دیر ہوگئی تو انہوں نے ڈرائیور سے کہا: "گاڑی کو روکو!" کچھ دیر وہ گاڑی میں خاموش بیٹھے رہے، پھر اچانک بولے: "چلو! آگے سے سیدھے ہاتھ مڑ جاؤ، چلو اب الٹے ہاتھ مڑ جاؤ، اگلی گلی میں پھر الٹی طرف لے لو" اس گلی میں داخل ہوئے تو مدرسے کا بورڈ نظر آ گیا، قاری صاحب کو صبح آنے کا پیغام دے کر نقشبندی صاحب گاڑی میں بیٹھے تو میں نے پوچھا: آپ کو ایک دم پتہ کیسے یاد آ گیا؟ انہوں نے بتایا: مجھے جب احساس ہوا کہ میں راستہ بھول گیا ہوں، تو میں نے گاڑی رکوائی اور ذہن میں اذان دی۔ اچانک مجھے راستہ یاد آ گیا یا میری راہنمائی کی گئی اور منزل پر پہنچ گئے۔ اس پر مجھے یاد آیا کہ آج بھی صحراؤں میں جب لوگ بھٹک جاتے ہیں اور کہیں کوئی نشانی نہیں ملتی، خوراک، پانی سب کچھ ختم ہو جاتا ہے اور موت نظر آنے لگتی ہے تو لوگ صحرا میں باآواز بلند اذان دیتے ہیں۔ یہ صدیوں سے ہو رہا ہے اور آج بھی صحرائے اعظم میں ہوتا ہے کہ اذان کی آواز کے بلند ہونے کے بعد کہیں نہ کہیں سے کوئی آ جاتا ہے اور ان لوگوں سے پوچھتا ہے کیا مسئلہ ہے؟ کہاں جانا ہے؟ اور پھر وہ ان کو صحیح راستے پر ڈال کر چلا جاتا ہے۔ قرآن پاک میں حضرت خضر علیہ السلام کو "اللہ کا ایک بندہ" کہا گیا ہے۔ صحرا والوں کی اس بات کو سلیم احمد نے اپنے خوبصورت شعر میں اس طرح کہا ہے:

شاید کوئی بندہ خدا آئے
صحرا میں اذان دے رہا ہوں

اسلام آباد میں اس رات گاڑی میں حمید اختر بھی تھے جو بعد میں امریکا چلے گئے اور اب ریاست کیلیفورنیا میں مقیم ہیں۔ پچھلے دنوں وہ پاکستان آئے تو پرانی یادوں کا سلسلہ نکلا اور پھر انہوں نے بتایا کہ امریکا میں اکثر ہوا کہ ہم امریکا کی ہائی ویز کے جال میں پھنس کر راستہ بھول گئے۔ جب راستہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جاتے تو گاڑی ایک طرف روک کر اذان دیتے اور ہر بار کہیں سے کوئی مسافر نمودار ہوتا۔ گاڑی روک کر ہم سے پوچھتا اور پھر پورا پتہ سمجھا کر چلا جاتا۔

قطب شمالی اس دنیا کے نقشے پر بلندی کی مقام ہے لیکن اس جمعہ کو یہاں سے اللہ پاک کی کبریائی کی آواز بلند ہوئی ہے، جس سے اس خطے کو حقیقی بلندیوں کی طرف گامزن کر دیا گیا ہے۔ اسٹاک ہوم کے مسلمانوں کو یہ خوش نصیبی مبارک ہو!!! اور پاکستان کے لوگ اگر کبھی سوچیں کہ وہ راستہ بھول گئے ہیں یا ان کو پاکستان کی زندگی کا راستہ نظر نہیں آ رہا تو اذان بہترین پکار ہے کسی اللہ کے بندے کو راہنما بنا کر لے آتی ہے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۲ اپریل ۲۰۱۳ء)

یادگار ختم نبوت

لائبریری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ - مسلم کالونی چناب نگر

معمول

32 واں سالانہ ختم نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
ان شاء اللہ

بتاریخ

5 شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق 15 جون 2013

تا

27 شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق 7 جولائی 2013

زیر سرپرستی

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم

حکیم العصر، محدث کبیر، ولی کامل، مخدوم العلماء

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277

مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670